نکاح و طلاق

تحریر و تحقیق

محمد اکبر اللہ والے، مظفر گڑھ

فہرستِ مضامین

نکاح

انسانی معاشرے میں نکاح کا مرحلہ خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اگر فریقین میں نکاح ہونا اچھا ثابت ہو جائے تو ساری زندگی کا آرام وسکون ہوتا ہے اور خدانخواستہ نکاح ہونا اچھا ثابت نہ ہوتو بمطابق

''بائبل: امثال: باب 13:19۔ بیوی کا جھگڑا رگڑا سدا کا ٹپکا''

اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بارے میں قرآن پاک میں بہت تفصیل بیان فرمائی ہے۔

نکاح سے پہلے کا مرحلہ (منگنی)

ترجمہ قرآن پاک کی آیت سورۃ البقرۃ 235:2/

''اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کہ پردہ کیا تم نے ساتھ اس کے **منگنے عورتوں کے سے** یا چھپا رکھا تم نے بیچ جانوں اپنی کے جانتا ہے اللہ یہ کہ تم البتہ ذکر کرو گے ان کا اور لیکن مت وعدہ دو ان کو چھپے ہوئے مگر یہ کہ کہو اُن کو ایک بات اچھی **اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تلک کہ پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو** اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ جی تمہارے کے ہے پس ڈرو اس سے اور جانو یہ کہ اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے'' (سورۃ البقرۃ 235:2/)

اس آیت میں لفظ آیا ''منگنے عورتوں کے سے'' سیاق وسباق کے حوالے سے بات بیواؤں کے بارے میں ہو رہی ہے قرآن پاک کا ایک یہ بھی اندازِ بیان ہے کہ خاص کے بارے میں بات کی جاتی ہے لیکن وہ حکم عام ہوتا ہے جیسا کہ اگلے الفاظ سے ثابت ہو گیا کہ ''مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تلک کہ پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو'' ان الفاظ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ منگنی دین اسلام میں فرض ہے۔

نکاح سے پہلے منگنی اس لئے فرض قرار دی گئی کہ فریقین ایک دوسرے کو پرکھ لیں کہ جن لوگوں میں ہم رشتہ داری کر رہے ہیں وہ لوگ اچھی شہرت کے مالک ہیں یا بُری شہرت کے۔ اچھے لوگ ہیں یا بُرے لوگ۔ کیونکہ اِس آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ ''جو کچھ بیچ جی (دل میں) تمہارے کے ہے'' ہر انسان اور گھر کنبے والے کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ اُن کی رشتہ داری کہیں غلط قسم کے لوگوں میں نہ ہو جائے۔

یہ منگنی اور نکاح کے درمیان کا عرصہ (وقفہ) صرف اسی لئے ہے کہ فریقین ایک دوسرے کی طرف سے اطمینان کر لیں کہ

فریقین اچھے قسم کے لوگ ہیں۔اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کیا جائے کہ اس منگنی والوں کے نکاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت ہے کہ نہیں کیونکہ اس آیت سورۃ البقرۃ 235:2/ میں خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ ''اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تلک پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو''۔اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تم تک کیسے پہنچے گا کہ تمہیں پتا چلے کہ دوسرے لوگ جن میں تم نے منگنی کی ہے اچھے لوگ ہیں یا بُرے لوگ؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ڈاک آنے سے تو رہی۔اس کے لیے تمہیں عقل لڑاتے ہوئے اپنی طرف سے دوسرے فریق کے بارے میں خوب تحقیق کرنی ہوگی۔اگر اچھے لوگ ہیں تو صاف ظاہر ہو جائے گا اور اگر بُرے لوگ ہیں تو پھر بھی اللہ کے حکم سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔اگر دوسرے فریق میں کوئی بُرائی ظاہر نہ ہو تو سمجھ لو کہ اللہ کی طرف سے نکاح کر لینے کی اجازت ہے اور اگر برائیاں نکل آئیں تو سمجھ لو کہ اس نکاح میں اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہے۔اگر تم اللہ تعالیٰ کی تائید کے خلاف نکاح کرو گے تو وہ نکاح کامیاب نہ ہوگا اور فساد رہے گا۔ایسے فساد کی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ سے گلہ نہیں کر سکتے کہ تمہارے علم میں پہلے آ چکا تھا کہ دوسرے فریق غلط قسم کے آدمی ہیں۔

اگر دوسرے لوگ بُری قسم کے ہیں تو منگنی توڑ دو۔اسی لئے عقل مند لوگوں نے منگنی کو کچا دھاگہ کہا ہے کہ جب چاہے توڑ دیا جائے یا ٹوٹ سکتا ہے اور منگنی ٹوٹنے کا بُرا نہیں ماننا چاہیے کہ ساری زندگی کے روگ سے یہ منگنی کا ٹوٹ جانا بہتر اور معمولی بات ہے۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم منگنی کی رسم پر خرچہ نہ کریں بلکہ صرف منگنی کا اعلان ہونا کافی ہے۔منگنی کے وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی جائے کہ اے اللہ اس منگنی والوں کے نکاح کرنے میں تیری طرف سے تائید اور اجازت ہو تو نکاح ہونے دینا اور اے اللہ اگر تیری طرف سے تائید اور اجازت نہ ہو تو اور ان کے نکاح ہونے میں بُرائی اور فساد ہو تو اپنی مہربانی سے ایسے حالات پیدا کر دینا کہ ہم منگنی ختم کر دیں۔حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ 15 شعبان[1] کو اللہ تعالیٰ دنیا والوں کے بارے میں فیصلے فرماتے ہیں۔اسی لئے عقلمند لوگوں نے کہا ہے کہ نکاح کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔15 شعبان کو بھی منگنی والوں کے بارے میں یہی دُعا کہ جو اُوپر لکھ دی گئی ہے ضرور مانگی جائے۔منگنی اور نکاح کے عرصہ میں شعبان کا مہینہ ضرور گزارنا چاہیے ۔لہٰذا منگنی اور نکاح کے وقفے کا عرصہ تقریباً چھ ماہ یا ایک سال کا ہونا چاہیے تاکہ تحقیق کیلئے خوب موقع ہو۔

تحقیق کرنے والے جب نکاح کے معاملے میں کسی سے تحقیق کیلئے لڑکے یا لڑکی کے بارے میں گواہی مانگیں تو گواہی دینے والے سچ گواہی دیں کہ قرآن پاک میں فرمایا

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے اور اگرچہ

---

[1] مصنف نے اس مضمون کو لکھنے کے بعد ایک اور مضمون سورۃ القدر کے نام سے لکھا تھا، جس کے مطابق دنیا والوں کے فیصلے شب قدر میں ہوتے ہیں

او پر جانوں اپنی کے ہو یا او پر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے“ (سورۃ النساء /135:4)

اکثر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں جھوٹ بول دیا جاتا ہے۔ اگر معاملے میں گڑ بڑ ہو اور گواہ سامنے نہ آنا چاہتا ہو تو کہہ دے کہ کسی اور سے گواہی لے لو کہ تحقیق کرنے والا سمجھ لے کہ معاملہ گڑ بڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت ہونے کا تو اس طرح علم ہو جاتا ہے کہ فریقین میں کسی قسم کی برائی نہ نکلے۔ لیکن یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت نہیں ہے خاصی سوچ بچار اور عقل لڑانے کی ضرورت ہے۔

کسی بھی نکاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت نہ ہونے کی صورت میں یوں ہوتا ہے کہ

1۔ منگنی کے موقع پر ضد ہونا کہ یہ نکاح ضرور ہوگا۔

2۔ منگنی کے فوراً بعد نکاح کرنا جیسے چٹ منگنی پٹ بیاہ۔

3۔ منگنی کا نہ کرنا اور جلد بازی میں نکاح کرا دینا کہ جلدی کا کام شیطان کا۔

4۔ وٹہ سٹہ (بدلے میں) کسی کا زبردستی نکاح کرا دینا۔

5۔ تحقیق ہی نہ کرنا۔

6۔ منگنی کے بعد لڑکے کا پولیس میں کسی غلط کیس میں جرم کرتے ہوئے پکڑا جانا۔

7۔ لڑکے یا لڑکی کی بدزبانی یا بداعمالی کے بارے میں کئی لوگوں کا گواہی دینا یا اُن لوگوں کا جنہوں نے منگنی کرائی تھی۔

8۔ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرنے پر راضی نہ ہونا اور زبردستی نکاح کرا دینا۔

9۔ شادی کی تاریخ مقرر ہونے کے بعد فریقین میں سے غلط قسم کے مطالبے کرنا۔ جہیز وغیرہ کا منہ سے مانگنا یا بَرِی میں یہ ضرور ہو وغیرہ ورنہ۔۔۔

10۔ تاریخ مقرر ہونے کے بعد کسی فریق کا تاریخ بڑھانے کا مطالبہ۔ فوراً سمجھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید نہیں کہ بات آگے ٹال دی۔

11۔ نکاح سے پہلے کسی فریق کی زبان سے یہ نکلنا کہ ہم نکاح (شادی) نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غلط فریق کے ذریعے انکار کا سبب بن جاتا ہے۔ ایسے حالات ہوں تو تم فوراً منگنی کو توڑ دو۔ یہ فقرہ شیطانی ہے کہ سگائی (منگنی) نہ ٹوٹے بے شک بیاہی (نکاح والی) چھوٹ جائے۔ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرنا عورتوں کو کنیز (لونڈی) بنا دینا ہے تو دیکھ لیا کرو کہ اپنی لڑکی کو کہاں دے رہے ہو۔

اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اجازت کا نہ ہونا ظاہر ہونے کے باوجود جہالت پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اپنی عزت کو آڑے لے آتے ہیں اور انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں کہ اگر منگنی ٹوٹ گئی تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی، برادری میں بدنام ہو جائیں گے یا ناک کٹ جائے گی وغیرہ۔ یہ اپنی عزت کو آڑے لے آنے کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 206 میں موجود ہے کہ

''اور جب کہا جاتا ہے واسطے اسکے ڈر اللہ سے پکڑتی ہے اس کو عزت ساتھ گناہ کے'' (سورۃ البقرۃ /206:2)

اے اللہ کے بندو انسان کی اپنی بھلا اپنی کیا عزت ہے کسی بھی وقت ذلیل ہو سکتا ہے اور ایسی عزت بنانے کا بھی کیا فائدہ جس میں اُس کی اولاد ساری زندگی تکلیف پائے اور خود بھی پچھتائے۔ یہ کہ اس بندہ (راقم) کے مشاہدے ہیں کہ منگنی کرانے والے نے کہا منگنی توڑ دو لیکن اپنی عزت کو آڑے لاتے ہوئے اور دوسروں کے دباؤ میں آتے ہوئے نہ توڑی اور بعد میں پچھتایا اور یہ کہ چٹھی لکھنے (نکاح کی تاریخ مقرر کرنے) کے بعد دوسرے فریق لڑکے والے کی طرف سے تاریخ بڑھانے کا کہنا (یہ کہ کارڈ وغیرہ چھپ چکے ہوتے ہیں) لڑکی والا اپنی عزت کو آڑے لاتے ہوئے منت کر کے وقت مقررہ پر نکاح کرایا اور بعد میں پچھتایا کہ نکاح سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ نے منگنی توڑنے کا موقع دیا تھا کاش اُس وقت میں منگنی توڑ دیتا۔

ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ لڑکا دوسرے ملک سے آیا ہے۔ جلد اور فوراً نکاح کرنا چاہتا ہے کہ اُس نے واپس بھی جانا ہے بہت دولت مند ہے وغیرہ وغیرہ، ورنہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ بیوقوف لوگ جلدی میں لڑکی کا نکاح کروا دیتے ہیں بغیر کسی تحقیق کے۔ تحقیق تو کر ہی نہیں سکتے کہ دوسرے ملک جا کر اس بارے میں تحقیق کریں۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ صحیح حالات معلوم ہوتے ہیں کہ لڑکا تو دوسرے ملک میں لڑکیوں کو فروخت کرنے والا ہے۔ پھر گھر والے روتے ہیں کہ ہائے اللہ یہ کیا ہو گیا ہم نے ایسا کیا گناہ کیا تھا کہ اتنی بڑی سزا ملی وغیرہ، اور نہیں سوچتے کہ کیا وہ نکاح اللہ تعالیٰ کی تائید اور اجازت کے مطابق تھا۔

تحقیق کرنے کیلئے واضح طور پر قرآن میں بھی فرمایا گیا پڑھیں سورۃ النساء کی آیت نمبر 6 کا ترجمہ

''اور آزمایا کرو یتیموں کو یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو۔۔۔'' (سورۃ النساء /6:4)

یہ آیت خاص یتیموں کے بارے میں لکھ دی گئی ہے لیکن حکم عام ہوتا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اندازِ بیان ہے کہ خاص کے بارے میں بات کر دی جاتی ہے۔ ایسا شخص کہ جس نے بچپن سے یتیمی کے دن گذارے ہوں کے بگڑ جانے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے کہ اُس کے سر پر ماں باپ نہیں ہوتے اور اکثر فراڈ سے نکاح کرنے کیلئے یتیم بن کر آتے ہیں کہ نہ اُس کے ماں باپ ہیں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی ہے۔ ماں باپ تو چھوڑیئے شادی شدہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کنوارہ ظاہر

کرتے ہیں ۔اگر ماں باپ بہن بھائی کو ظاہر کریں تو ان کے فراڈ صاف ظاہر ہو جائیں گے ۔گر بہ مسکین کی صورت آتے ہیں۔

آزمانے کا حکم عام مسلمانوں کو بھی ہے نہ کہ صرف بیٹی والے کو۔

توجہ کریں قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت نمبر 33 کا ترجمہ

''اور چاہیے کہ پاک دامنی کریں وہ لوگ کہ نہیں مقدر پاتے نکاح کا یہاں تک کہ غنی کرے گا ان کو اللہ فضل اپنے سے''
(سورۃ النور /33:24)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو یعنی بالکل غریب ہو نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔اس آیت میں بیٹی والوں کو بھی حکم ملتا ہے کہ اگر کوئی پھکڑ اس آیت کے مطابق عمل نہ کرتے ہوئے بھی نکاح کرنا چاہتا ہے تو تم اپنی لڑکی اُس کو نکاح میں مَت دو۔تم تحقیق کر لو کہ نکاح کرنے والا کہیں بالکل بھوکا پھکڑ تو نہیں وغیرہ مطلب یہ کہ مشتری ہوشیار باش ۔لہٰذا آزمائے تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ آمدنی کا ذریعہ ہے کہ نہیں مثلاً ملازم ہو کہ باقاعدہ تنخواہ ملتی ہو یا کوئی اچھا سا کاروبار ہو اور اُس کی شرافت کی کئی آدمی گواہی دیں ۔ یہ تمام تحقیق اصل فریقین کہ جن کی آپس میں منگنی ہوئی ہے کے گوش گذار ضرور کرنی دینی چاہیے۔

توریت پیدائش باب 24 میں واقعہ کہ جب اسحاق بن ابراہیم کے نکاح کیلئے ربقہ کے باپ یسوایل اور بھائی لابن سے بات کی گئی تو انہوں نے مکمل اختیار لڑکی ربقہ کو دیا کہ جو اُس کی مرضی ہوگی ۔اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ نکاح کیلئے لڑکی کی مرضی کو فوقیت حاصل ہے نہ کہ کسی دوسرے کو۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 3 کے شروع میں فرمایا۔

''اور اگر ڈرو تم (شرمندگی سے) یہ کہ نہ انصاف کرو گے بیچ یتیم عورتوں کے پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو سوائے اُن کے عورتوں سے'' (سورۃ النساء /3:4)

اس آیت میں عربی زبان میں لفظ خِفتُم (خفت) آیا ہے۔جس کا مطلب شرمندگی بنتا ہے۔مفہوم یوں کہ بعض دفعہ لڑکی یتیم ہو جاتی ہے چھوٹی عمر میں۔اُس کا خاص والی وارث بھی نہیں ہوتا تو بعض عمر رسیدہ لوگ چاہنے لگتے ہیں کہ ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کر لیں۔ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ اس طرح توجہ دلاتا ہے کہ اگر تم نکاح کر لو گے تو پھر یوں ہو گا کہ وہ لڑکی تو جوان ہوتی

جائے گی جوبن پر اور تم بوڑھے ہوتے چلے جاؤ گے اور حقوق زوجیت پورے نہ کرسکو گے اُس لڑکی کی مرضی کے مطابق پھر تمہیں شرمندگی ہوگی اور یہ کہ تم حقوق زوجیت پورا کرنے میں انصاف نہ کرسکو گے۔اس لئے اگر تم نکاح کرنا چاہتے ہو تو اور عورتیں ہیں کہ جن سے تم نکاح کرسکتے ہو یعنی تمہاری ہم عمر۔جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا

''اور نکاح کر رانڈوں (بیوہ عورتیں) کو اپنے میں سے اور لائق والوں کو غلاموں اپنے میں سے اور لونڈیوں اپنی میں سے ۔۔۔'' (سورۃ النور 32:24/)

ان آیات سے ہمیں سبق ملا کہ منگنی کرتے وقت فریقین میں موازنے کا بھی خیال رکھا جائے کہ اُن کی عمریں تقریباً برابر ہوں تعلیمی معیار برابر کا ہو۔اُن کا رہن سہن کا معیار برابر کا ہو وغیرہ وغیرہ۔

حدیث کی رو سے نکاح سے پہلے اس بات کی اجازت ملتی ہے کہ لڑکا لڑکی یا مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور باتیں کرلیں۔

نکاح

نکاح کیلئے مرد عورت کا ایجاب وقبول ضروری ہے اگر مرد کسی عورت سے کہے کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور عورت کہے کہ مجھے قبول ہے تو نکاح ہوگیا۔نکاح کیلئے دو گواہ اور سرعام اعلان کرنا ضروری ہے۔جن عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے اور جن عورتوں سے نکاح نہیں کیا جاسکتا اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 22 تا 25 میں موجود ہے۔

نکاح انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس لئے نکاح کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور ذکر ضروری ہے۔سرِ عام اعلان میں یہ باتیں شامل ہیں جھنڈیاں لگانا، بجلی کی مرچیں وغیرہ، تمبو لگانا، اکٹھ کرنا (مہمانوں کو بلانا) باجے بجانا یہ تمام باتیں نکاح کا سرعام اعلان بنتی ہیں۔دھماکہ کرنا شیطانی عمل ہے۔

نکاح کے وقت ساز بجانے کا جواز

سعودی عرب کا علاقائی ساز دف ہے اور وہ خوشی کے موقع پر دف بجاتے تھے جن علاقوں کا علاقائی ساز ڈھول یا ڈھولکی ہو وہ ڈھول یا ڈھولکی وغیرہ بجاسکتے ہیں اور جن علاقوں کا علاقائی ساز طمبورہ ہو وہ طمبورہ بجاسکتے ہیں۔ضروری نہیں کہ آدمی لکیر کا فقیر ہو۔

شادی کے لیے دُعا

جس کسی کی شادی نکاح نہ ہوتا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کی اس آیت کے حوالے سے دُعا مانگے

''اور وہ ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پس کیا واسطے اس کے ناتا اور سسرال اور ہے پرودگار تیرا قادر'' (سورۃ الفرقان /54:25)

مہر

مرد کا عورت کو مہر دینا یا مہر دینے کا وعدہ دینا (مہر معجّل وغیرہ) لازم ہے اگر نکاح کے موقع پر عورت نے مہر نہیں مانگا پھر بھی مرد مہر ضرور دے۔ مہر کی رقم یا جائیداد مرد کو اتنی مقرر کرنی چاہیے کہ وہ آسانی سے دے سکے۔ اگر کوئی شخص مہر دینے کے وعدے پر نکاح کر لے اور مہر کہ رقم نہ دے اُسے زنا کرنے کا گناہ ہوگا اور عورت کا کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر عورت کو مہر نہ دیا گیا اور عورت فوت ہوگئی اور اُس کے بدن سے کوئی اولاد بھی نہیں تو مہر کی رقم یا جائیداد عورت کے وارثوں (ماں، باپ، بھائی) کا حق بن جاتا ہے اور وہ عدالت کے ذریعے وصول کر سکتے ہیں۔

''اور دو عورتوں کو مہر اُن کے خوشی سے پس اگر خوشی سے دیں واسطے تمہارے کچھ چیز سے اس میں سے جی سے پس کھاؤ اُس کو سہتا پچتا'' (سورۃ النساء /4:4)

اگر نکاح کے وقت مہر بہت زیادہ مقرر کر لیا ہے تو بعد میں عورت کچھ واپس کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اگر مرد نے مہر نہ دیا تو اُس کو حکم ہے خوشی سے ادا کرے۔

''۔۔۔نہیں مقرر کیا واسطے اُن کے مقرر کرنا'' (سورۃ البقرۃ /236:2)

''پس جو مال کہ فائدہ اُٹھایا ہے تم نے بدلے اسکے ان میں سے (یعنی بچے حاصل کرنے کیلئے عورت کے بدن سے) پس دو ان کو جو مقرر کیا ہے واسطے اُنکے (حق مہر) موافق مقرر کے اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ ا(مہر) اس چیز کے رضامند ہو تم ساتھ اس کے پیچھے مقرر کرنے کے (مہر کم یا زیادہ کر لو) تحقیق اللہ ہے جاننے والا حکمت والا''۔ (سورۃ النساء /24:4)

کسی بھی مرد کو عورت کی صرف خوبصورتی کی وجہ سے بہت زیادہ مہر نہیں دینا چاہیے کیونکہ اصل خوبصورتی حُسنِ سیرت و کردار اور اخلاق ہوتی ہے۔ بائبل میں فرمایا گیا

''امثال:22:11۔ بے تمیز عورت میں خوبصورتی گویا سور کی ناک میں سونے کی نتھ ہے''

اور فرمایا

''غزل الغزلات: 7:8۔ اگر آدمی محبت کے بدلے اپنا سب کچھ دے ڈالے (حق مہر) تو وہ سراسر حقارت کے لائق ٹھہرے گا''

جہیز

''پیدائش: 12:34۔ میں تمہارے کہنے کے مطابق جتنا مہر اور جہیز تم مجھ سے طلب کرو دونگا لیکن لڑکی کو مجھ سے بیاہ دو''

یہ جو آجکل جہیز کا رواج بنا ہوا ہے کہ لڑکی والے دیتے ہیں بلکہ مطالبہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہیز ہمیشہ لڑکے کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ فراہم کرے۔ مہر بھی اور جہیز بھی۔ جب مہر میں بہت کچھ دے سکتا ہے تو جہیز (استعمال کی چیزیں) تو معمولی بات ہے۔ جو شخص جہیز فراہم کرنے / خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اُس کو نکاح کرنے کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

جہیز کی رسم کی اصل ہندو مذہب میں تھی، وہ یوں کہ ہندو مذہب میں لڑکی کو وراثت میں حق نہیں دیا جاتا تو وہ ہندو لوگ وراثت کے حق کے طور پر جہیز دے دیتے ہیں کہ جہیز کے نام پر وراثت دے دی گئی۔ یہی رواج آج تک بھی کچھ مسلمان اپنائے ہوئے ہیں کہ لڑکی کے نکاح کے وقت جہیز دے دیتے ہیں لیکن وراثت میں لڑکی کا حق نہیں دیتے حالانکہ دین اسلام میں جہیز نہیں بلکہ وراثت میں حصہ دینا ضروری ہے۔

ایک وقت میں بیویوں کی حد

سوال: ایک وقت میں ایک مرد کتنی بیویاں (عورتیں) رکھ سکتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا

''دو دو اور تین تین اور چار چار'' (سورۃ النساء /3:4)

اللہ تعالیٰ کا یہ اندازِ بیان (جیسے کہ دریا بہہ رہا ہے) بتلا رہا ہے کہ مرد کیلئے عورتوں سے نکاح کرنے کی کوئی حد نہیں خواہ کتنے ہی نکاح کر لے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ایک وقت میں نو یا گیارہ نکاح تھے اور یہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک وقت میں سو نکاح تھے اور یہ کہ لونڈیاں رکھنے کی بھی کوئی حد نہیں ہے خواہ کتنی ہی خرید کر جمع کر لے لیکن یہاں ایک بات بتلانا نہایت ہی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی اس آیت نمبر 3 میں فرمایا کہ

''پس ایک ہے'' (سورۃ النساء /3:4)

تو پس اللہ تعالیٰ کا مشورہ مانتے ہوئے انسان مرد کو ایک وقت میں صرف ایک عورت سے نکاح کرنا چاہیے اور یہ کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں کوئی بھی عدل نہیں رکھ سکے گا کہ قرآن پاک میں فرمایا

''اور ہر گز نہ کر سکو گے تم یہ کہ عدل کرو درمیان عورتوں کے'' (سورۃ النساء 129:4/)۔

سوال: نکاح کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ دو دو تین تین چار چار سے مراد یہ بنتا ہے کہ جیسے دریا بہہ رہا ہے چاہے جتنے نکاح کرلو۔ کچھ حنفی علماء کا فتویٰ کہ چار سے زائد حرام ہو گئے۔ دونوں فتوے گمان لگتے ہیں۔ مسئلے کا ٹھوس حل نظر نہیں آتے۔

جواب: آپ آیئے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 5 کی طرف کہ فرمایا گیا

''آج کے دن حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا اُن لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے انکے اور پاکدامنیں مسلمانوں میں اور پاکدامنیں ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے جب دو تم اُن کو مہر اُن کے نکاح میں لانے والے۔۔۔'' (سورۃ المائدہ 5:5/)

اس آیت مبارکہ میں مخاطب مسلمان ہیں کیونکہ فرمایا گیا کہ'' کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے''۔ اب اگر کوئی ورغلانے والا یوں کہے کہ اس آیت کی رو سے اہل کتاب کا کھانا ایک دوسرے پر حلال کیا گیا ہے کہ فرمایا

''کھانا اُن لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے انکے'' اور یہ کہ مخاطب تمام اہل کتاب ہیں لہٰذا اہل کتاب آپس میں نکاح کر سکتے ہیں یعنی اہل کتاب مسلمانوں کی عورتوں سے اور مسلمان اہل کتاب کی عورتوں سے تو سمجھ دار عالم فوراً جواب دے گا کہ مسلمانوں کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے کہ فرمایا'' کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے'' یعنی مخاطب صرف مسلمان ہیں۔ اگر اہل کتاب کو مسلمان عورت سے نکاح کی اجازت اللہ تعالیٰ دیتا تو جیسے کھانے کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے کہ فرمایا'' کھانا اُن لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے انکے'' کیونکہ نکاح کے معاملے میں مخاطب صرف مسلمان ہیں اس لیے مسلمانوں کو اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے لیکن اہل کتاب مسلمانوں کی عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ اُس بارے میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت نہیں کی۔ اسی طرح میں (یہ بندہ) کہہ سکتا ہوں کہ ایک وقت میں چار سے زائد زندہ عورتیں نکاح میں رکھی جا سکتی ہیں کہ چار سے زائد نہ رکھنے کے بارے میں منع نہیں کیا گیا۔

''سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا کرنے والا فرشتوں کا پیغام لانے والے پروں

والے دودواورتین تین اور چار چارزیادہ کرتا ہے بیچ پیدائش کے جس کو چاہتا ہے تحقیق اللہ اُوپر ہر چیز کے قادر ہے۔‘‘(سورۃ فاطر/1:35)

فرشتے دودوتین تین چار چار پر والے حالانکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ انکے چھ صد پر ہیں(صحیح بخاری، جلد چہارم، کتاب تخلیق، نمبر455، حدیث نمبر3232)

چند مسائل اور اُن کے جوابات

سوال: اہلِ کتاب سے نکاح کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 5 میں اہلِ کتاب سے نکاح کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک میں مشرک سے نکاح کرنا حرام ہے

’’اور مت نکاح کروشرک کرنے والیوں کو یہاں تلک کہ ایمان لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے والی سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو اور مت نکاح کروشرک کرنے والوں کو یہاں تلک کہ ایمان لاویں اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے ہیں طرف آگ کے اور اللہ بلاتا ہے طرف بہشت کے اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے اور بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں‘‘(سورۃ البقرہ / 221:2)

اس لئے یہود میں سے وہ جو حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ میں سے وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہتے ہوں ان اہلِ کتاب سے نکاح جائز ہے۔

اگر آپ کو آسانی سے مسلمان عورت مل جائے تو مسلمان سے نکاح کرلو کیونکہ وہ سب سے اچھی بات ہے اس کے بعد نصاریٰ(عیسائیوں) میں نکاح کرنے کا حق بنتا ہے اور آخر میں یہود سے کیونکہ قرآن پاک کی آیت سورۃ المائدۃ/82:5 میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایمان والے مسلمانوں سے زیادہ عداوت رکھنے والے یہود اور مشرک لوگ ہیں اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے نصاریٰ(عیسائیوں) میں ملیں گے۔لہٰذا اگر اہلِ کتاب میں سے ہی نکاح کرنا چاہتے ہو تو عیسائیوں سے کرنا۔

’’البتہ پاوے گا تو زیادہ سب لوگوں سے عداوت میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہود کو اور اُن لوگوں کو کہ شریک کرتے ہیں اور البتہ پاوے گا تو نزدیک ان کا دوستی میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں ان لوگوں کو کہ کہتے

ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں یہ اس واسطے ہے کہ بعضے ان میں سے پڑھے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں تکبر کرتے''۔ (سورۃ المائدۃ /82:5)

سوال: متعہ (مفہوم عارضی نکاح) کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: قرآن پاک کی آیات سورۃ النساء / 24:4 اورسورۃ المائدۃ / 5:5 میں الفاظ ''مُحصِنِینَ غیرَ مُسَافِحِینَ'' آیا کہ جن کا ترجمہ ''عقد میں رکھنے والے نہ پانی ڈالنے والے بدکار'' ''نکاح میں لانے والے نہ بدکاری کرنے والے'' عارضی نکاح بدکاری ہے کیونکہ اگرکوئی چند دن کیلئے نکاح کرے تو وہ صرف پانی نکالنے والے بدکار میں آئے گا۔

سوال: بچپن کے نکاح کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 6 کا ترجمہ

''اور آزمایا کرو یتیموں کو یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو'' (سورۃ النساء / 6:4)

بالغ ہونے کے بعد نکاح کیلئے آزمانا ضروری لازم ہے۔ بچپن میں بچے کو آزمایا ہی نہیں جا سکتا لہٰذا بچپن کا نکاح باطل ہوا۔ رخصتی سے پہلے اگر لڑکی اس نکاح کا انکار کر دے تو وُہ نکاح ویسے ہی باطل ہے لیکن اگر بچپن کے نکاح پر بالغ ہونے کے بعد رخصتی ہو چکی ہو تو وہ اصل پکا نکاح شمار ہوگا۔ وہ اس لئے لڑکی نے نکاح ہونا قبول کیا اور اپنی رخصتی ہونے دی۔

سوال: لڑکی لڑکے کا نکاح کے لئے والدین کی مرضی کے خلاف گھر سے بھاگ جانا؟

جواب: بھاگ جانا نکاح میں شمار ہوگا بشرطیکہ ان کا آپس میں نکاح جائز ہو مطلب یہ کہ لڑکی پہلے سے کسی کے نکاح میں نہ ہو۔

سوال: جو لوگ اپنی بیٹی کے نکاح سے پہلے رقم وصول کر لیتے ہیں حق مہر کے علاوہ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: نکاح سے پہلے لڑکی کا باپ رقم حاصل کرتا ہے تو اس رقم میں اس نے اپنی لڑکی کو فروخت کر دیا۔ یعنی جس مرد سے وُہ رقم حاصل کی اس کی غلامی میں باندی لونڈی کے طور پر اپنی لڑکی کو دے دیا۔ رقم دینے والا اس لڑکی کو بغیر نکاح کے بھی

اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔لیکن اس لڑکی کے بدن سے جو اولاد ہوگی وہ اس کی جائیداد میں وارث نہ بن سکے گی۔ بلکہ اس کے وارثوں میں غلام کے طور پر تقسیم ہوگی۔لیکن جو مرد لڑکی کے باپ کو بھی رقم دیتا ہے اور اس نے لڑکی کو مہر دے کر نکاح بھی کر لیا تو اس کو ایک غلام خرید کر آزاد کرنے اور پھر اس سے نکاح کرنے کا ثواب ہوگا۔ایسے شخص کو غلام آزاد کرنے اور پھر نکاح کا تصور ہی ذہن میں رکھنا اچھا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی تائید کے نکاحوں کے بارے میں کہ کس طرح کے ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تائید اور مرضی کے مطابق جو نکاح ہوتے ہیں ان کی تفصیل سورۃ النور میں بیان کی گئی ہے۔

''زنا کرنے والا نہیں نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی کو یا بت پرست کو اور زنا کرنے والی نہیں نکاح کرتا اس کو مگر زنا کرنے والا یا بت پرست۔۔۔'' (سورۃ النور /3:24)

یہ کہ اس بندہ (راقم) کا خاص مشاہدہ ہے کہ اس بندے نے ایسے نکاح ہوتے دیکھے اور سنے کہ نکاح کرنے والے نے کہا کہ میں بھلا فلاں عورت سے نکاح کر سکتا ہوں؟ نہیں یہ کہ میں شہر چھوڑ کر بھاگ جاؤں گا لیکن نکاح نہ کروں گا وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی پکڑ کر ملا دی اور ان کا نکاح ہوا اور آپ نے سنا ہوگا کہ فلاں نواب یا خاندانی دولت مند نے طوائف سے نکاح کر لیا اور اپنی بدنامی کی بھی پرواہ نہ کی۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے جو ہر حال میں پورا ہوتا ہے ۔اگر کوئی شخص نیک ہو اور اس کا نکاح بھی نیک عورت سے ہو چکا ہوتا ہے لیکن پہلے نکاح کے بعد وہ شخص زانی بن جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور پورا ہوتا ہے کہ وہ شخص دوسرا نکاح ضرور کسی نہ کسی زانی عورت سے کر لیتا ہے اسی طرح عورت کہ اس کو طلاق ہو کر پھر وہ کسی زانی سے نکاح پر مجبور ہوگی اور بھارت کی خبروں میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں نکاح ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اور سورۃ النور کی پہلی آیت میں ان احکام اصول کے لاگو ہونے کو اللہ تعالیٰ نے لازمی امر قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ان احکام پر عمل ہونے کے مشاہدے کی نشانیاں اور نصیحت پکڑو۔

''یہ سورت ہے کہ اتارا ہے ہم نے اسکو اور لازم کیا ہم نے اُسکو اور اتاریں ہم نے بیچ اس کے نشانیاں بیان کرنے والیاں تو کہ تم نصیحت پکڑو'' (سورۃ النور /1:24)

اس کے علاوہ فرمایا آیت نمبر 26 میں

''خبیث عورتیں واسطے خبیث مردوں کے ہیں اور خبیث مرد واسطے خبیث عورتوں کے ہیں اور پاک عورتیں واسطے پاک مردوں کے ہیں اور پاک مرد واسطے پاک عورتوں کے ہیں'' (سورۃ النور /26:24)

اس لئے بزرگوں اور علماء نے کہا ہے کہ نکاح کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔بچپن میں جب یہ بندہ اخبار وغیرہ میں پڑھتا کہ ایک میاں بیوی نے کسی شخص سے رقم حاصل کرنے میں فراڈ وغیرہ کیا اور بھاگ گئے تو یہ بندہ دل میں سوچتا کہ اگر میاں نے بے ایمانی اور فراڈ کرنا چاہا تھا تو اس کی بیوی نے اُسے کیوں نہ روکا کہ اللہ کو جان دینی ہے اور ظلم نہ کرو اور حق پر رہو۔اسی طرح اگر بیوی فراڈ کرنا چاہتی تھی تو خاوند نے کیوں نہ روکا ایک خلش سی دل میں باقی رہتی اب قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ وہ میاں بیوی دونوں ایک ہی خصلت کے مالک ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے خبیث کا خبیث سے نکاح ہوجاتا ہے۔

سوال: اگر کوئی عورت نکاح کے بعد خاوند (شوہر) سے ناراض ہوکر اپنے میکے جائے اور شوہر کے پاس نہ آئے اور نہ ہی طلاق کا مطالبہ کرے وغیرہ اور شوہر بھی اُسے لینے کے لئے نہ جائے تو کیا کچھ سالوں کے بعد خود بخود طلاق ہوجائے گی؟

جواب: اس حالت میں ان کی ساری زندگی طلاق نہ ہوگی بلکہ قرآن پاک کے مطابق وہ لٹکی ہوئی حیثیت میں رہیں گے۔

''پس چھوڑ دو ان کو جیسے لٹکی ہوئی اور صلح کرلو تم اور ڈرو پس تحقیق اللہ سے بخشنے والا مہربان ☆ اور اگر جُدے (جدا) ہو جاویں دونو بے پرواہ کردے گا اللہ ہر ایک کو کشایش اپنی سے اور ہے اللہ کشایش والا حکمت والا ہے۔'' (سورۃ النساء / 129:4، 130)

سوال: اگر کوئی مرد نکاح کرنے کے بعد کسی اغوا یا دماغی توازن کی وجہ سے گم یا غائب ہوجائے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ وہ فوت ہوگیا ہے اس کی بیوی کا کسی دوسری جگہ نکاح ہوجائے لیکن کچھ عرصہ کے بعد پہلا خاوند بھی آجائے تو وہ عورت کس کی بیوی ہوگی؟

جواب: وہ عورت دوسرے خاوند کی بیوی رہے گی کہ اس کے گم ہونے کی صورت میں برادری کے بزرگوں کا فیصلہ کہ وہ فوت ہوچکا وہ نکاح ٹوٹ گیا یا برادری کے بزرگوں کا یہ فیصلہ کہ کئی سال گذر چکے ہیں وہ زندہ بھی ہوگا تو واپس نہ آئے گا یوں تصور بھی ہوگا کہ عورت نے اس مرد کی غیر موجودگی میں برادری کی عدالت میں تنسیخ کا دعویٰ کیا اور یک طرفہ فیصلہ عورت کے حق میں ہوا اور پہلا نکاح ٹوٹ گیا۔ایسی حالت میں عورت کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلینا پہلے خاوند سے طلاق تصور ہوگا۔کیونکہ طلاق کا جواز اس پہلے خاوند نے مہیا کردیا وہ غائب ہوگیا دانستہ یا غیر دانستہ۔

سوال: کیا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب:

1۔ تفسیر ابن کثیر میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک لڑکا لڑکی نے ماں باپ کی مرضی کے خلاف نکاح کرلیا۔لڑکی کے باپ نے امام حنیفہ کے فتوے کے مطابق دعویٰ کیا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں لہٰذا نکاح باطل قرار دیا جائے۔لڑکی کو عدالت میں طلب کرلیا گیا تو لڑکی نے عدالت میں کہا کہ میں نے امام مالک کے فتویٰ کے مطابق کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے۔میں نے اپنا نکاح کرلیا۔لڑکی کا باپ عدالت سے یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ میری لڑکی امام مالک کی پیروکار ہوگئی ہے لہٰذا آج کے بعد میرا میری بیٹی سے کوئی تعلق نہیں۔عدالت نے نکاح برقرار رکھا۔عدالت کا فیصلہ ہمیشہ کا قانون بن جاتا ہے۔

2۔ ایک حدیث ہے کہ جو لڑکا لڑکی مذاق میں اپنا نکاح کرلیں گے وہ ان کا پکا نکاح ہوجائے گا۔

توجہ: جب لڑکا لڑکی مذاق میں نکاح کررہے ہوتے ہیں کیا اُس وقت انہوں نے ولی سے اجازت لی ہوئی ہوتی ہے؟ نہیں۔اس حدیث سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح ہوجاتا ہے۔

ولی کی اجازت کے بغیر کا نکاح مکروہ نکاح ہوگا جیسے طلاق کا ہونا مکروہ عمل ہے۔ہاں مگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے والے ولی (ماں باپ) کی نافرمانی کے گناہ گار ہو چکے ہوتے ہیں۔

طلاق

حرف آغاز

یہ بندہ جب بھی قرآن پاک پڑھتا تھا طلاق کے بارے میں آیات پر پہنچ کر بہت ہی کراہت ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ یہ آیات نہ ہی پڑھوں تو اچھا ہے لیکن ان آیات کے پڑھے بغیر قرآن پاک پڑھا جاتا تو قرآن پاک کا پڑھنا نامکمل رہ جاتا، اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بندہ طلاق کی آیات کو سرسری طور پر پڑھتا اور آگے گذر جاتا لیکن ذرائع ابلاغ اور عوام میں موجود غلط فہمیوں اور گمراہ کن معلومات کو مدنظر رکھتے ہوئے دل میں ایک تڑپ اٹھتی تھی کہ اللہ رب العزت اس بندہ حقیر پر تقصیر کو مذکورہ مسئلے کے بارے میں ٹھوس جامع اور مستند علم عطا فرما دے کہ عوام اور خواص میں اس مسئلے کا بہتر شعور پیدا کیا جا سکے۔ چنانچہ رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بندہ پر احسان کرتے ہوئے خصوصی علمی رحمت فرمائی لہٰذا بندہ کی بظاہر ادنیٰ مگر موضوع کے لحاظ سے اعلیٰ کاوش مطالعہ اور اصلاح عام (اگر ہو سکے تو) کے لیے حاضر خدمت ہے۔

بلا وجہ طلاق کے بارے میں

دین اسلام میں ایک ایسی حد ہے کہ جس حد تک بلا وجہ طلاق دینا حلال ہے اور یہی حد ثابت کر رہی ہے کہ اس حد کے گذر جانے کے بعد طلاق دینا گناہ ہے اور گناہ حرام ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے۔ بلا وجہ طلاق دینے کا وقت اور حد یہ ہے کہ نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ مس نہ کیا ہو

”نہیں گناہ اوپر تمہارے یہ کہ طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ان کو“ (سورۃ البقرۃ 236:2/)

اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ نکاح کے بعد طلاق کی نوبت پہنچے اس لئے ایک آسانی اور رکھ دی کہ نکاح کے بعد بھی ہاتھ مس کرنے سے پہلے اپنی بیوی کی شکل وقد غور سے دیکھ لے اور باتیں وغیرہ کر کے اس کی آواز و انداز دیکھ لے اور سوچ لے کہ ساری زندگی اس عورت کے ساتھ گذارنی ہے اور نبھانی ہے اگر ہاتھ مس نہیں کیا اور سوچنے کے بعد طلاق دے دیتا ہے تو اس مرد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ ہیں۔ بلا وجہ طلاق کے حرام ہونے کے بارے میں دلائل۔

دلیل نمبر1

یہی آیت سورۃ البقرہ 236:2/ اشارہ دے رہی ہے کہ ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دے گا تو گناہ ہوگا اور گناہ حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے۔

دلیل نمبر2

''مت حرام کرو پا کیزہ اس چیز کو کہ حلال کیا اللہ نے واسطے تمہارے اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو'' (سورۃ المائدۃ 87:5/)

نکاح کرنے کے بعد عورت مرد پر حلال ہوجاتی ہے اور اس آیت میں واضح بتلایا جارہا ہے کہ پا کیزہ حلال چیز کو حرام کرنا حد سے نکل جانا ہے یعنی گناہ ہے بلا وجہ طلاق ایسی بات ہے کہ وہ اس پا کیزہ عورت کو اس مرد پر حرام کردے گی اور مرد گناہ گار ہوگا لہٰذا ثابت ہوا کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک اور جگہ بھی بیان فرمائی ہے۔

''اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی ہے اللہ نے واسطے تیرے چاہتا ہے تو رضا مندی بی بیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' (سورۃ التحریم 1:66/)

دلیل نمبر3

''البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول اللہ کے پیروی اچھی واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتا ہے اللہ کی اور دن پچھلے کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت'' (سورۃ الاحزاب 21:33/)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حضور پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگانی کی پیروی کریں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی کبھی بھی طلاق نہ دی۔

دلیل نمبر4

یہ کہ منکوحہ عورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اور بلا وجہ طلاق دے کر اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ٹھکرانا گناہ اور حرام ہے۔

دلیل نمبر5

سورۃ المجادلہ 10:58/ میں اللہ تعالیٰ نے کانا پھوسی (کان میں بات کرنا کہ دوسرے نہ سن سکیں) سے منع فرمایا ہے کہ اس سے دوسرے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی مسلمان کی ذرا سی دل شکنی برداشت نہیں کرتا تو پھر بلا وجہ طلاق جو بہت بڑی دل شکنی ہے اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہے لہٰذا بلا وجہ طلاق حرام ہے۔

دلیل نمبر6

اللہ تعالیٰ کے مزاج کی ایک صف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر ظلم نہیں چاہتا اور نہ ہی ظلم کو پسند کرتا ہے بلکہ ظلم کرنے سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے۔

''یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے'' (سورۃ آل عمران 182:3/)

''یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے'' (سورۃ الانفال 51:8/)

لہٰذا جو بھی بات یا عمل ظلم ہوگی اس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور بلا وجہ طلاق تو عورت پر سراسر ظلم ہے کہ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا لہٰذا بلا وجہ طلاق حرام ہے۔

دلیل نمبر7

یہ کہ متعہ جس میں پہلے سے طلاق طے ہے حرام ہے تو پھر بلا وجہ طلاق تو اس سے بھی بُری چیز ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔

دلیل نمبر8

بائبل کے الفاظ

''ملاکی: باب 15:2۔ پس تم اپنے نفس سے خبردار رہو اور کوئی اپنی جوانی کی بیوی سے بے وفائی نہ کرے۔ 16۔ کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ میں طلاق سے بے زار ہوں اور اُس سے بھی جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے رب الافواج فرماتا ہے اس لیے تم اپنے نفس سے خبردار رہو تا کہ بے وفائی نہ کرو''

اس تحریر پر غور کریں کہ اس میں واضح اور صاف طور پر لکھ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ طلاق سے بے زار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو طلاق سے نفرت ہے اور بلا وجہ طلاق دینا اپنی بیوی سے بے وفائی کرنا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے۔

دلیل نمبر9

انجیل مقدس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

’’متّی: باب 5:32۔لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ (نکاح) کرے وہ زنا کرتا ہے۔‘‘

انجیل مقدس کی اس تحریر پر توجہ دیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی مجبوری میں تو طلاق دینے کی اجازت دی ہے لیکن معمولی وجہ پر طلاق دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں یہ بندہ دو چیزیں (باتیں) ایسی پاتا ہے کہ جو انتہائی مجبوری میں تو حلال ہیں ورنہ حرام

1۔ سور کا گوشت

2۔ طلاق

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بلا وجہ یا معمولی وجہ پر طلاق دینا گناہ اور حرام ہے اور ایسی طلاق ’’طلاقِ باطل‘‘ کہلائے گی۔

طلاق دینے سے پہلے کے مراحل

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں طلاق دینے کی نوبت سے پہلے بھی کچھ حدود بیان فرمائی ہیں تا کہ لوگ یکدم طلاق دینے ہی کے بارے میں نہ سوچنے لگ جائیں۔قرآن پاک میں طلاق دینے سے پہلے کے مراحل اس بات کی طرف واضح اشارہ دے رہے ہیں کہ طلاق سے پہلے خاوند اور بیوی کا ان مراحل سے گذرنا ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی خاوند ان مراحل کے بغیر یکدم طلاق دے وہ طلاق باطل بھی ہوسکتی ہے۔

’’مرد قائم رہنے والے ہیں یعنی حاکم ہیں اوپر عورتوں کے بسبب اس کے کہ بزرگی دی اللہ نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے اور بسبب اس کے کہ خرچ کرتے ہیں مالوں اپنے میں سے پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں نگہبانی کرنے والی ہیں بیچ غائب کے ساتھ محافظت اللہ کے اور جو عورتیں کہ تم ڈرتے ہو چڑھائی اُن کی سے پس نصیحت کرو اُنکو اور چھوڑ دو اُن کو خواب گاہ کے اور مارو ان کو پس اگر کہا مانیں تمہارا پس مت ڈھونڈو اوپر ان کے راہ اور تحقیق اللہ ہے بڑا بلند☆ اور اگر ڈرو تم خلاف سے درمیان ان دونوں کے پس مقرر کرو ایک منصف مرد کے لوگوں میں سے اور ایک منصف عورت کے لوگوں میں سے اگر

ارادہ کریں یعنی دو منصف صلح کروانا توفیق دے گا اللہ درمیان ان دونوں کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا خبر دار‘‘ (سورۃ النساء / 35،34:4)

ان آیات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو خاص طور پر یہ بات سمجھا دی ہے کہ مرد عورت پر حاکم ہے اور عورت اپنے خاوند کا احترام کرے کہ یہ حاکم بنانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا حاکم سمجھے اور اپنے خاوند کی خدمت عاجزی سے کرے پھر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو سمجھایا ہے کہ عورت (تمہاری بیوی) دین اسلام کی شریعت کے مطابق تمہاری عزت اور خدمت نہیں کرتی تو تم اس کو سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کا رتبہ بلند رکھا ہے لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانتے ہوئے میری فرمانبرداری کیا کرو اور پھر بھی وہ تم سے لڑائی (چڑھائی) کرتی ہے تو تم اس سے بول چال چھوڑ دو اور خواب گاہ میں اس کے پاس مت جاؤ لیکن اس بات کا بھی اس عورت پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو پھر تم اسے مار سکتے ہو یہ مار جلد کی حد تک ہونی چاہیے نہ کہ ہڈی توڑ دو اگر مار کھانے کے بعد وہ کچھ ٹھیک ہو جاتی ہے تو تم پھر بھی اسے طلاق دینے کا نہ سوچو۔ پھر اللہ تعالیٰ معاشرے کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ اگر تم لوگ کسی میاں بیوی میں ناچاکی دیکھو تو ان میں صلح کرانے کیلئے ایک منصف مرد اور ایک منصف عورت کے ذریعے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ ان دونوں میاں اور بیوی کی باتیں غور سے سنو اگر مرد قصور وار ہے تو مرد کو سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عورت پر ظلم وغیرہ نہ کرے اور اگر عورت قصور وار ہے تو عورت کو سمجھایا جائے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے بڑا درجہ دے کر حاکم مقرر کیا ہے۔ تم پر فرض ہے کہ اپنے میاں کی فرمانبرداری کرو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور صلح ہو جائے گی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ طلاق تک نوبت پہنچے۔

توجہ: یہ کہ اگر تم عورت کو گھر میں بسانا چاہتے ہو تو مار سکتے ہو اور اگر طلاق دینا چاہتے ہو تو مار نہیں سکتے کہ طلاق کہہ دینا خود بہت بڑی مار ہے۔

’’اور مت بند رکھو انکو ایذا دینے کو‘‘ (سورۃ البقرہ / 231:2)

ترجمہ پڑھیں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 227 تا 232 کا از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔

’’اور اگر قصد کریں طلاق کا پس تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے☆ اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تلک اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے بیچ رحموں اُنکے کے اگر ہیں ایمان لائی ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور خاوندان کے بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے (واپس کر لینے) انکے کے بیچ اس کے اگر چاہیں صلح کرنا اور واسطے ان کے ہے مانند اس کے جو اوپر ان کے ہے ساتھ اچھی طرح کے اور واسطے مردوں کے اوپر ان کے درجہ ہے

اور اللہ غالب ہے حکمت والا ☆ یہ طلاق دو بار ہے پس بند رکھنا ہے ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ لے لو اس چیز سے کہ دیا تم نے ان کو مگر یہ کہ ڈریں دونوں یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے عورت ساتھ اس کے۔ حدیں اللہ کی پس مت گذرو اُن سے اور جو کوئی گذر جاوے حدوں اللہ کی سے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم ☆ پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سے سوائے اُسکے۔ پس اگر طلاق دے اس کو پس نہیں گناہ اُوپر ان دونوں کے یہ کہ پھر آویں آپس میں اگر جانیں یہ کہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی اور یہ ہیں حدیں اللہ کی بیان کرتا ہے ان کو واسطے اس قوم کے کہ جانتی ہے ☆ اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچیں وقت اپنے کو پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے اور مت بند رکھو انکو ایذا دینے کو تو کہ زیادتی کرو اور جو کوئی کرے گا یہ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو اور مت پکڑو آیتوں اللہ کی کو ٹھٹھا اور یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے اور جو کچھ اتارا ہے اوپر تمہارے کتاب سے اور حکمت سے نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اسکے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے ☆ اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچ جاویں عدت اپنی کو پس مت منع کرو اُن کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے یہ بات نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (سورۃ البقرۃ /2:227 تا232)

طلاق کی اقسام

یہ بندہ دین اسلام میں طلاق کی چھ اقسام محسوس کرتا ہے۔

1۔ طلاق باطل

2۔ طلاق غیر موثر

3۔ طلاق موثر

4۔ طلاق بائن

5۔ طلاق مغلظ

6۔ طلاق مغلظ کبیرہ

طلاق کی اقسام کا تعارف

1۔ طلاق باطل

یہ وہ طلاق ہے کہ جس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔

2۔ طلاق غیر موثر

یہ وہ طلاق ہے جو شروع شروع میں ایک یا دو بار دی جاتی ہے۔ یہ تنبیہ (وارننگ) کے طور پر طلاق کہلائے گی۔ اس طلاق سے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ طلاق موثر جب ہوتی ہے کہ تین بار ہو جائے۔ اس طلاق غیر موثر کے بار (گنتی) شمار ہو جائیں گے۔

3۔ طلاق موثر

جب طلاق دو بار کی حد سے گذر کر تین بار کی حد میں پہنچ جائے تو وہ طلاق موثر بن جائے گی۔ اس طلاق موثر کے بعد میاں بیوی کا ازدواجی تعلق رکھنا ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میاں اپنی بیوی کو تین حیض تلک اپنے گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ توجہ کریں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر 1 کا ترجمہ

''مت نکال دوان کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں'' (سورۃ الطلاق/1:65)

اور سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 228 میں

''اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تلک'' (سورۃ البقرۃ / 228:2)

اس طلاق موئثر میں اگر میاں تین حیض (تقریباً 90) دن میں اگر اپنی بیوی سے رجعت کر لے تو اس طلاق کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے علماء نے اس طلاق کا نام طلاق رجعی رکھا ہوا ہے بمطابق سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 228

''اور خاوندان کے بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے (واپس کر لینے) انکے کے'' (سورۃ البقرۃ / 228:2)

چاہے عورت کی خوشی نہ ہو۔

واقعہ

عبد یزید ابورکانہ رضی اللہ عنہ اوراس کی بیوی ام رکانہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں جبکہ خاص طور پر یہ احساس بھی دلایا گیا کہ طلاق تین بار ہو چکی ۔آپ جناب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجوع کرنے کا حکم دیا۔(سنن ابوداؤد، کتاب تفریع، ابواب الطلاق،حدیث نمبر 2196)

4۔ طلاق بائن

یہ وہ طلاق ہے کہ جس میں میاں کا رجعت کا حق ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر وہی میاں بیوی دوبارہ اپنا گھر بسانا چاہیں تو آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ بمطابق سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 232

''پس مت منع کرواُن کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے'' (سورۃ البقرۃ / 232:2)

5۔ طلاق مغلظہ

یہ وہ طلاق ہے کہ جس میں میاں بیوی آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے جب تک کہ بیوی کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے۔ بمطابق سورۃ البقرہ آیت نمبر 230

''پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سے سوائے اسکے۔'' (سورۃ البقرۃ / 230:2)

6۔ طلاق مظلطہ کبیرہ

یہ وہ طلاق ہے جس میں میاں بیوی آپس میں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ یہ کہ ان کے آپس میں نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

طلاق کی قِسموں کی حدوں کی تفصیل

سارا جھگڑا اور الجھاؤ اس بات کا پڑا ہوا محسوس ہوا کہ ان طلاقوں کی حدود کیا ہے اور کسی انسان نے جو طلاق دی ہے وہ

طلاق کس زمرے میں آتی ہے۔

جب کوئی میاں اپنی بیوی سے ناراض ہو وہ اسے ایک بار طلاق دے کیونکہ آیت نمبر 229:2 میں ارشاد فرمایا گیا کہ ''یہ طلاق دو بار ہے'' یہ بار کا لفظ کہہ رہا ہے کہ بار درجہ بدرجہ استعمال ہوگا ایک بار دو بار تین بار۔

توجہ: مشترکہ لفظ کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ لفظ مختلف بار مختلف معنوں میں استعمال ہوگا مثلاً جیسے لفظ ''نور'' ہے۔نور کہا دن کی روشنی کو، نور کہا قرآن پاک کو، نور کہا دین اسلام کو، عقل کو بھی نور کہتے ہیں، دودھ کو بھی نور کہتے ہیں اور آنکھ کی بینائی کو بھی نور کہتے ہیں۔تو پھر طلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یہ طلاق دو بار ہے کیا یہ دو بار صرف ایک بار استعمال ہوگا؟ نہیں نہیں یہ دو بار فرمانے کا مطلب اصل میں یہ ہے کہ طلاق کی کوئی بھی قسم دو بار ایک حد میں رہے گی اور تیسری بار درجہ میں بڑھ جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے جیسے حروف مقطعات بھی اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہیں۔

طلاق باطل یہ وہ طلاق ہے جو بلا وجہ دی جائے اور دین اسلام کے طریقے سے ہٹ کر دی جائے۔اس طلاق کی کوئی حیثیت بھی نہیں ہے۔حیثیت ہے تو دین اسلام کے مطابق طلاق دینے کی حیثیت ہے دین اسلام کے طریقہ کے مطابق جب پہلی بار اور دوسری بار طلاق دی جائے گی تو وہ طلاق غیر موثر ہوگی۔طلاق موثر جب ہوگی کہ تین بار ہو چکے۔ یہ ایک بار طلاق دینا تنبیہ (وارننگ) ہے کہ اگر بیوی (عورت) فرمانبرداری نہ کرے گی تو اور طلاقیں بھی دے دوں گا۔کیونکہ ایک طلاق کی کوئی حیثیت نہیں اس لیے میاں بیوی اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھیں اور بیوی کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنے میاں کی اچھی طرح فرمانبرداری کرنی شروع کر دینی چاہیے۔ایک طلاق ہو چکی لیکن اس کا زندگی پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔پھر کئی ماہ یا کئی سال کے بعد پھر سے ناچاکی ہو جاتی ہے اور قصور عورت کا ہو تو میاں پھر سے طلاق دے سکتا ہے اور اگر طلاق دیتا ہے یہ دوسری بار طلاق ہوگی۔ بیوی کو خطرہ محسوس ہوتے ہوئے اپنے میاں کی خدمت اور فرمانبرداری خوب اچھے طریقے سے شروع کر دینی چاہیے کہ تیسری بار طلاق دینے کی نوبت نہ آئے۔دو بار طلاق دینے کی بھی کوئی حیثیت نہیں کہ طلاق موثر جب ہوتی ہے کہ تین بار ہو چکے۔دو بار طلاق ہونے کے بعد بھی میاں بیوی ازدواجی تعلقات برقرار رکھیں اور پیار محبت سے رہیں کہ تیسری بار طلاق کی نوبت نہ پہنچے اس حد تک یہ شروع کی دو بار طلاق دینا طلاق غیر موثر کہلائے گی۔ پھر کئی ماہ یا کئی سال بعد ناچاکی ہو جاتی ہے اور قصور عورت کا ہو تو پھر میاں تیسری بار بھی طلاق دے دیتا ہے۔تین بار طلاق ہونے پر طلاق موثر ہو جاتی ہے اس طلاق موثر میں میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتے کہ طلاق تین بار ہو کر موثر ہو چکی

ہے۔طلاق موثر ہونے کی صورت میں تین حدیں بنتی ہیں۔

1۔ یہ کہ میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتے۔

2۔ یہ کہ میاں اپنی بیوی کو تین حیض تک اپنے گھر سے نہیں نکال سکتا۔توجہ کریں

''مت نکال دوان کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں۔۔۔نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ پیدا کردے پیچھے اس کے کچھ بات'' (سورۃ الطلاق 1:65)

یعنی راضی نامہ یا رجعت کے حالات۔

3۔ یہ کہ اس طلاق موثر میں میاں کو اختیار حاصل ہے کہ تین حیض کی مدت (تقریباً 90 دن) اگر چاہے تو اپنی بیوی کی طرف رجوع کرتے ہوئے رجعت کا اعلان کردے اور اپنی دی ہوئی تین طلاقوں کو ختم کر سکتا ہے اور میاں بیوی پھر سے راضی خوشی اپنا گھر بساتے ہوئے ازدواجی تعلقات برقرار رکھ سکتے ہیں اور اس طلاق موثر کی حیثیت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

ترجمہ آیت نمبر 228:2 کا حصہ

''اور خاوندان کے بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے (واپس کر لینے) انکے کے بیچ اس کے اگر چاہیں صلح کرنا'' (سورۃ البقرۃ / 228:2)

یہ پہلی دفعہ تین بار طلاق کی نوبت تک پہنچنا طلاق موثر یا طلاق رجعی کہلاتا ہے کہ میاں تین حیض کی مدت کے اندر تک بیوی سے رجوع کر سکتا ہے اور بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے کیونکہ بیوی ابھی تک اس کے گھر میں موجود ہے یہاں تک حد ہے طلاق موثر یا طلاق رجعی کی۔

عدت کی مدت

عدت کی مدت کی پانچ صورتیں ہے:۔

1۔ بغیر حمل والی کی

2۔ حمل والی کی

3۔ بیوہ کی

4۔ ایسی عورتیں جن کو حیض نہیں آتا

5۔ کہ جن کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔

اس بارے میں قرآن پاک میں تفصیل موجود ہے کہ

1۔ بغیر حمل والی کی

''اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تلک اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے بیچ رحموں اُنکے کے'' (سورۃ البقرۃ / 228:2)

یہاں عدت کی مدت تین حیض فرمائی گی یہ مدت تقریباً 64 دن سے لے کر 96 دن تک کسی بھی مدت میں پوری ہوسکتی ہے مثلاً طلاق کے دو دن بعد اگر حیض آجائے تو دوسرا حیض ایک ماہ دو دن بعد آیا اور تیسرا حیض دو ماہ دو دن بعد آیا تو یہ مدت تقریباً 64 یا 65 دن میں مکمل ہوجائے گی اسی طرح یہ مدت 96 دن تک کی بھی مدت میں مکمل ہوسکتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ پہلے حیض، دوسرے حیض اور تیسرے حیض کی اطلاع طلاق دینے والے مرد کو دی جائے تاکہ اگر رجعت کرنے کے بارے میں اُس کے دل میں خیال ہے تو وہ سوچ لے کہ اتنی مدت گذر چکی ہے۔

''اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے بیچ رحموں اُنکے کے اگر ہیں ایمان لائی ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے'' (سورۃ البقرہ /228:2)

گو کہ یہ آیت طلاق والیوں سے بات کرتے ہوئے کہی گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت دوسری عورتوں کے لیے نہیں اور وہ اپنا پیٹ چھپالیں۔نہیں یہ آیت تمام عورتوں کے لیے ہے۔ اس آیت کی رو سے پیٹ میں پیدا ہوئے بچے کا نہ بتلانا اور چھپانا گناہ ہے۔ خاص طور پر جب کسی عورت کے پیٹ میں پہلا بچہ پڑتا ہے تو وہ گھر والوں اور ہمسایوں سے شرم وغیرہ کی وجہ سے چھپانے لگتی ہے۔ چھپانا نہ چاہیے۔

2۔ حمل والی

حمل والی کی مدت کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا

''اور حمل والیاں اور وقت اُن کا یہ کہ رکھ دیں حمل اپنا یعنی جن لیویں'' (سورۃ الطلاق/4:65)

ایسی عورتوں کی عدت ایک دن سے لے کر 9 ماہ تک ہوتی ہے طلاق کے بعد چند دن یا چند ماہ مطلب یہ کہ بچہ جن لینے تک اگر بچہ ہونے میں چند دن ہیں تو خاوند کو معلوم ہے کہ حمل ہے اور اگر معلوم نہیں تو خود بخود معیاد بڑھ گئی سوچنے کے لیے کہ بچہ پیٹ میں موجود ہے رجعت کروں یا نہ کروں۔ یعنی خاوند بچے کے جنم لینے تک اس بات کا پابند ہے کہ اس عورت کو اپنے گھر میں رکھے اور بچہ کے جنم لینے تک رجوع کرسکتا ہے بمطابق سورۃ الطلاق / 4:65۔

3۔ بیوہ کی

’’اور جو لوگ کہ مر جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بی بیاں اپنی وہ انتظار دیویں جان اپنی کو چار مہینے اور دس دن کا‘‘ (سورۃ البقرۃ /234:2)

ایسی عورتوں کی عدت کی مدت چار ماہ اور دس دن ہے۔

4۔ وہ عورتیں جن کو حیض نہیں آتا

’’اور وہ عورتیں جو نا امید ہوگئی ہیں حیض سے بی بیوں تمہاری میں سے اگر شک میں ہو تم پس عدعت اُن کی تین مہینے ہے‘‘ (سورۃ الطلاق /4:65)

ایسی عورتوں کی عدت کی مدت 90 دن ہے۔

5۔ جن عورتوں کو ھاتھ نہیں لگایا

’’اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ نکاح کرو تم ایمان والیوں کو پھر طلاق دو تم اُن کو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ اُن کو پس نہیں واسطے تمہارے اوپر اُن کے گنتی دنوں کی کہ گنوا سکو پس کچھ فائدہ دو اُن کو اور رخصت کرو اُن کو رخصت کرنا اچھا‘‘ (سورۃ الاحزاب /49:33)

ایسی عورتوں کی عدت کی مدت نہیں ہوتی اور یہ کہ فرمایا گیا

’’مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تلک کہ پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو‘‘ (سورۃ البقرۃ /235:2)

اس آیت مبارکہ میں حکم یوں بھی دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی ایسی عورت سے کہ جو عدت کی مدت میں بیٹھی ہو نکاح نہ کرے جب تک کہ عدت کی مدت پوری نہ ہو لے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک واقعہ یوں ہے کہ طلاق موثر کے بعد تین حیض کی مدت کے بعد عورت نہا رہی تھی کہ اس کے خاوند نے رجعت کا اعلان کر دیا لوگوں کے خیال میں رجعت کا وقت گذر چکا تھا۔ معاملہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجعت قبول فرمائی اور عورت اسی خاوند کے پاس رہی۔

اگر میاں تین حیض کی مدت میں رجعت نہ کرے تو تین حیض کی مدت گذر جانے کے بعد یہی طلاق موثر طلاق بائن بن جا ئے گی اور بیوی (عورت) خاوند کا مکان چھوڑ دے گی اور عورت مرد سے بالکل آزاد ہو جائے گی۔ایک تو طلاق کا طلاق بائن کی حد تک پہنچ جانا یہ ہے جو ہم لکھ چکے ہیں اور بھی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے طلاق،طلاق بائن بن جاتی ہے۔

دو مرتبہ طلاق موثر دینے کے بعد میاں بیوی سے رجعت کر سکتا ہے لیکن اس کے بعد بھی اگر طلاق دے گا تو وہ پہلی طلاق یعنی ساتویں بار طلاق دینا طلاق بائن ہو جائے گی اور عورت عدت کی مدت بھی اس جگہ گذارے لیکن رجعت کا حق ختم ہو گیا۔

پہلے وقت میں عرب کے لوگ لاتعداد مرتبہ طلاق دیتے اور رجوع کر لیتے تھے اور یوں کرتے تھے کہ عورت کو طلاق دے کر اس کو عدت میں بٹھلائے رکھتے تھے اور جب عدت کی مدت پوری ہونے کو ہوتی تو رجعت کر لیتے اور پھر طلاق دے کر عدت میں بٹھلائے رکھتے تھے اور یہ حرکت بار بار کرتے تا کہ عورت کو تنگ اور پریشان رکھیں۔عورت کو ساری زندگی لٹکائے رکھتے۔آزاد (بائن) نہ ہونے دیتے کہ وہ عورت کہیں دوسری جگہ نکاح نہ کر لے۔ذلیل وخوار کئے رکھتے۔لیکن دین اسلام جو کہ دین انسانیت ہے نے ایسی خبیث رسم کو کہ جس سے عورت پر ظلم ہوتا تھا کو ختم کر دیا اور دو بار تک رجوع کرنے کی اجا زت دی کہ تیسری بار وہ خود بخود بائن ہو کر آزاد ہو جائے اور کسی دوسری مرد سے نکاح کر لے یا نکاح کر سکے۔

طلاق بائن کی حد تک پہنچ کر بیوی اپنے خاوند سے بالکل آزاد ہو جائے گی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی قرآن پاک میں انسانوں کیلئے آسانی رکھی ہے کہ اگر وہی میاں بیوی پھر سے اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں تو بسا سکتے ہیں۔لیکن ایسی حالت میں اُنکو آپس میں دوبارہ نکاح کرانا پڑے گا۔

توجہ: ''اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچ جاویں عدت اپنی کو پس مت منع کرواُن کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے یہ بات نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (سورۃ البقرۃ 232:2/)

ایسے نکاح کا ذکر تفسیر ان کثیر میں بھی ملتا ہے جو یہ آیت آسمان سے اترنے کے بعد یہ آیت سن کر کیا گیا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کو سن کر اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حالانکہ عورت کا بھائی قسم کھا بیٹھا تھا کہ اس کے پہلے خاوند سے نکاح نہ ہونے دوں گا۔اس کے علاوہ

1۔ عورت کے مطالبہ پر اس کے خاوند کا تین بار طلاق دینا۔طلاق بائن ہوگا۔

2۔ عدالت میں خلع کا فیصلہ عورت کے حق میں دیا گیا ہو تو وہ بھی طلاق بائن ہوگی۔

3۔ اگر کسی مرد نے عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی تو وہ بھی طلاق بائن ہوگی۔

4۔ عورت نے زنا کیا ہو اور بات ثبوت کو پہنچ گئی ہو تو اس کے میاں کا ایک ہی وقت میں تین بار طلاق کہنا بھی طلاق بائن ہوگی۔

دو بار کی حد تک میاں بیوی طلاق بائن کی حد کو پہنچ کر آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ یہاں تک حد ہے طلاق بائن کی۔

لیکن جب دو بار طلاق بائن دے کر تیسری بار طلاق دے گا تو وہ طلاق بائن نہ ہوگی بلکہ طلاق مغلطہ بن جائیگی کہ جس میں میاں بیوی آپس میں نکاح بھی کرنا چاہیں تو نکاح نہیں کر سکتے جب تک کہ عورت کا دوسری جگہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ ہو جائے۔ ترجمہ پڑھیں سورۃ البقرا کی آیت نمبر 230 کا

''پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سے سوائے اسکے۔۔۔'' (سورۃ البقرۃ /230:2)

(یاد رہے کہ دین اسلام میں عارضی طور کا اور معیاد مقرر کر کے نکاح کرنا گناہ ہے)

کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کے بعد اگر دوسرا خاوند فوت ہو جائے یا ایسے حالات بن جائیں کہ اِن دونوں میں طلاق بائن ہو جائے تو وہ عورت اور اس کا پہلا خاوند آپس کی رضا مندی سے اپنا گھر بسانا چاہیں تو آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف آسانی کا راستہ ہے۔

اسی طرح دو بار طلاق مغلطہ کے بعد بیوی طلاق مغلطہ کی حد پوری کرتے ہوئے یعنی دوسرے خاوند سے نکاح اور پھر طلاق بائن کی حد میں پہنچ کر آپس میں نکاح کر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد پھر اگر اس عورت کو طلاق دے گا تو پھر طلاق مغلطہ کبیرہ بن جائیگی اور وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قسم کی طلاق کو دو بار تک ایک قسم میں رہنے دیتا ہے لیکن جب تیسری بار ہو جائے تو وہ طلاق سخت ہونے میں اپنا درجہ بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو آسانی ہے۔ لیکن مرد جوں جوں درجے بڑھے گا اپنے لیے مشکل پیدا کرتا چلا جائیگا۔

طلاق دینے کا طریقہ بمعہ بحث کے

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اتنی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ کسی بھی پہلو یا زاویے سے کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

سمجھنے کیلئے غور وفکر کی ضرورت ہے۔سورۃ الطلاق کی پہلی دو آیات کا ترجمہ

''اے نبی جس وقت طلاق دو تم عورتوں کو پس طلاق دو تم اُن کو وقت عدت اُن کی کے اور گنو تم عدت کو اور ڈرو اللہ پروردگا راپنے سی مت نکال دو ان کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں مگر یہ کہ کریں بے حیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی کہ نکل جاوے حدوں اللہ کی سے پس تحقیق ظلم کیا اس نے اوپر جان اپنی کے نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کچھ بات ☆ پس جس وقت کہ پہنچے وعدے اپنے کو پس بند کر رکھو اُن کو اچھی طرح یا جدا کر دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے اور گواہ کرلو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے یہ بات نصیحت دیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی کہ ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کریگا واسطے اُس کے راہ نکلنے کی مشکل سے''

(سورۃ الطلاق 65/1:،2)

سورۃ الطلاق کی ان پہلی دو آیات میں اللہ تعالی نے مختصر الفاظ میں اور بڑی تفصیل کے ساتھ طلاق دینے کا طریقہ بیان فرمادیا۔قرآن پاک کی ترتیب میں اللہ تعالیٰ کا یہ انداز بیان بھی پایا گیا ہے کہ جو حکم پہلے لاگو ہوتا ہے وہ بعد میں لکھ دیا گیا اور جو حکم بعد میں لاگو ہونا تھا وہ پہلے لکھ دیا گیا۔مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی طلاق سے متعلق آیات پر غور کرو۔آیت نمبر 230 میں طلاق مغلطہ کی حدود بیان فرمائیں اور آیت نمبر 232 میں طلاق بائن کی حالانکہ ہونا یہ چاہے تھا کہ پہلے طلاق بائن کی حدود کا ذکر ہوتا اور بعد میں طلاق مغلطہ کا۔جیسے مکی اور مدنی سورتوں کو ملا جلا کر لکھ دیا گیا حالانکہ شان نزول کے لحاظ سے مکی سورتیں پہلے آئیں۔اسی طرح ایک انداز بیان یہ بھی ہے قرآن پاک کی ایک آیت کے جب تک مختلف ٹکڑے نہ کیے جائیں قرآن پاک کی آیت کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہ آئے گا۔یہی مسئلہ سورۃ الطلاق کی دوسری آیت میں موجود ہے۔

آیت نمبر 1 کے شروع میں یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ طلاق کے شروع میں عدت کی مدت گذارنے کی حد ضرور آئے گی یعنی طلاق موثر (رجعی) کا نمبر آئے گا نہ کہ مغلطہ وغیرہ کا۔پھر رجعت کے لیے عدت کی مدت کے آخری دنوں میں یا تو رجعت کرتے ہوئے رکھ لو یا رجعت نہ کرتے ہوئے عزت وآبرو سے رخصت کر دو اور طلاق کو طلاق بائن کی حد میں پہنچا دو۔اس بیان کے بعد فرمایا گیا کہ ''اور گواہ کرلو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے'' اصل میں یہ الفاظ اس وقت کیلئے ہیں کہ جب طلاق دینے والا طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے۔

توجہ: بھلا جب طلاق میں رجعت ہو چکی ہو یا طلاق بائن کی حد کو پہنچ چکی ہو تو اس وقت عدل کرنے والے کیا خاک عدل کریں گے۔اے اللہ کے نیک بندو عدل کرنے والے تو اس وقت عدل کریں گے جب طلاق دینے والا طلاق کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔

اے اللہ والو اگر تمہیں سمجھ آئے تو سورۃ الطلاق میں لفظ عدل کا ہونا اسی بات کی دلالت کر رہا ہے کہ طلاق کیلئے عدالت لگے گی اور عدالت لگنے لگانے کا جواز یہ ہے کہ طلاق دینے والا کہیں بلا وجہ یا معمولی وجہ پر تو طلاق نہیں دینا چاہتا۔ پیچھے آپ یہ دلائل کے ساتھ پڑھ آئے ہیں کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے۔ شاید طلاق دینے والا جذبات میں حرام طلاق نہ دینے لگے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے طلاق کیلئے عدالت لگانے کا حکم دیا ہے۔ عدالت لگے گی تو عدل ہوگا۔ عدالت لگے گی تو گواہ عدالت میں گواہی دیں گے۔ کیا گواہوں کو دیواروں کے سامنے گواہی دینی ہوتی ہے؟ بس ان آیات میں عدل کا لفظ اور گواہ کا لفظ یہ واضح ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ طلاق کے لیے عدالت لگے گی۔ جب عدالت لگے گی تو اس میں قاضی (جج) بھی ضرور ہوگا۔ ان آیات میں ایک نہیں بلکہ دو ججوں کا ہونا صادر فرمایا گیا ہے۔ توجہ کریں سورۃ الطلاق کے اس حصہ پر

''اور گواہ کرلو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے'' (سورۃ الطلاق 2:65/)

ان آیات میں مخاطب طلاق دینے والے ہیں اور آیات کے درمیان میں ''وَ'' یعنی ''اور'' آنے سے مخاطب بدل نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو ججوں کو ''گواہ دو صاحب عدل'' کہا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے اور کسی بھی معاملے کا ججوں سے بہتر گواہ اور کوئی نہیں ہوتا کہ وہ فریقین کے بیان اپنے سامنے اور اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ عام گواہ تو ایک طرف کا ہوتا ہے لیکن جج دونوں طرف کا گواہ ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دو ججوں کو دو گواہ فرمایا اور اس سے آگے جو یہ فرمایا ہے کہ ''درست کرو گواہی'' یہ گواہ جو فرمایا طلاق دینے والے کو فرمایا گیا ہے کہ وہ جو الزامات بیوی پر لگا کر طلاق دینا چاہ رہا ہے اس میں وہ الزامات سچ سچ بیان کرے اور الزامات ''گواہی'' لگانے میں جھوٹ کو شامل نہ کرے تاکہ وہ عدل کرنے والے جھوٹے الزامات کی وجہ سے طلاق دینے والے کے حق میں غلط فیصلہ نہ کر دیں اس لیے طلاق دینے والے پر زور دیا جا رہا ہے کہ درست گواہی دے۔ عدالت اس چیز کا نام نہیں کہ وہ یک طرفہ بیان سنے اور فیصلہ کر دے۔ عدالت کا فرض ہے کہ دوسرے فریق ''عورت'' کو عدالت میں بُلا کر صفائی کا موقع دے اور اگر چاہے تو وہ جج دوسرے لوگوں کی گواہی بھی سن سکتے ہے۔

ان آیات کی تشریح سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ کسی بھی مسلمان سے طلاق دینے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ طلاق دینے کے لیے دو صاحب عدل کی عدالت کی ضرورت ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر طلاق نہیں ہوگی اور جس قسم یا درجے کی طلاق ہوگی وہ بیان کر دیں گے کہ غیر موثر یا بائن وغیرہ۔

آیئے توجہ کریں قرآن پاک کی اس آیت پر بیان میاں بیوی کے جھگڑے کا ہے۔

''اور جو عورتیں کہ تم ڈرتے ہو چڑھائی اُن کی سے پس نصیحت کرو اُنکو اور چھوڑ دو اُن کو خواب گاہ کے اور مارو ان کو پس اگر کہا مانیں تمہارا پس مت ڈھونڈ و اوپر ان کے راہ اور تحقیق اللہ ہے بڑا بلند'' (سورۃ النساء 34:4/)

اس آیت مبارکہ کے آخری حصہ کے الفاظ پر غور کریں

''مت ڈھونڈو اُو پر اُن کے راہ'' الزام کی بات دوطرف جاتی ہے کہ میاں اپنی بیوی کو مارنے پیٹنے کے لیے بہانے تلاش نہ کرے اور یوں کہ میاں اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے بہانے تلاش نہ کرے۔ اس آیت مبارکہ کے ان الفاظ سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ مارنے پیٹنے کے لیے بھی جواز کا ہونا ضروری ہے اور طلاق دینے کے لیے بھی جواز کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ بلا وجہ یا بلا جواز کسی کو مارنا پیٹنا گناہ ہے تو بلا وجہ یا بلا جواز طلاق دینا تو اور بھی بڑا گناہ ہوگا۔ اس آیت مبارکہ کے اور الفاظ ''پس کہا مانیں تمہارا'' مطلب یہ کہ اگر بیوی زمانہ حال میں تمہارا کہا مانتی ہے تو زمانہ ماضی کی باتوں کی وجہ سے بھی تم نہ اُس کو مار پیٹ سکتے ہو اور نہ ہی اُسے طلاق دے سکتے ہو۔ جیسے کسی عورت کو تنسیخ نکاح کے لیے عدالت جانا پڑتا ہے اسی طرح مرد کو بھی طلاق دینے کے لیے عدالت جانا پڑے گا۔ طلاق کا فیصلہ عدالت کرے گی کہ طلاق دی جائے یا طلاق نہ دی جائے۔ تنسیخ نکاح کے لیے عورت کو بھی عدالت کو جواز بتلانا ضروری ہے اور طلاق دینے کے لیے مرد کو بھی عدالت کو جواز کا بتلانا ضروری ہے۔

خاص توجہ کہ کسی بھی مرد کے لیے اپنی بیوی کو مارنے پیٹنے یا طلاق دینے کے لیے بہانے تلاش کرنا یا جواز کا تلاش کرنا کیوں ضروری ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ میری اس حرکت پر ہمسائے، سسرال والے اور حکومت وقت ضرور پوچھے گی کہ تُوں نے یہ حرکت بلا وجہ کیوں کی لہٰذا معاشرے میں رہتے ہوئے جواب دینا ضروری ہے اور طلاق کا بہانہ یا جواز عدالت کے دو ججوں کے سامنے بیان کرنا ضروری ہے۔ اگر عدالت کے دو جج محسوس کریں کہ بہانہ یا جواز ایسا نہیں کہ جس کی وجہ سے طلاق دی جا سکے تو عدالت طلاق دینے والے کی خواہش کو رد کر سکتی ہے۔ اگر حکومت اسلامی نہ ہو تو یعنی طلاق کے لیے دو ججوں کی عدالت قائم نہیں کرتی اور ملک میں اسلامی قوانین سزا نافذ نہیں ہیں تو دستور کے مطابق طلاق دینے والا برادری یا قریب کے دو معزز آدمیوں کے سامنے حقیقت حال سُنائے اور وہ دو معزز آدمی ذاتی تحقیق کی بنا پر یا سوچ بچار کے بعد طلاق دینے کی اجازت دے دیں تو وہ شخص طلاق دے سکتا ہے۔ طلاق کی اقسام ترتیب کے ساتھ لکھ دی گئیں ہیں۔

ایسا شخص کہ جس کے پاس ایسے جواز ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حقدار بنتا ہوا مثلاً بیوی کا ناراضگی کی وجہ سے ایک سال تک میکے میں بیٹھے رہنا اور خاوند کے گھر نہ آنا یا مسلسل نافرمانی کرنا اور دیگر بہت سی باتیں بھی۔ ایسا شخص اگر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیتا تو وہ شخص ضرور پریشان اور ذلیل وخوار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی تو یوں ہے کہ جہاں تک ہو سکے میاں بیوی میں جدائی نہ ہو۔

انجیل مقدس کے الفاظ

''متّی باب 32:5۔لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے (نکاح کرتا ہے) وہ زنا کرتا ہے۔''

انجیل مقدس کے ان الفاظ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اے طلاق دینے والے کیا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جو طلاق تو دے رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی ہے یا نہیں۔اگر وہ طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں تو پھر وہ طلاق یافتہ عورت دوسرا نکاح کرتی ہے تو وہ زنا ہوگا۔تو پھر اب طلاق دینے والے کو کیسے پتا چلے گا کہ وہ حق پر ہے یا ناحق ہے۔کسی بھی انسان کے دل میں یہ خلش باقی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر کرم کرتے ہوئے قرآن پاک میں مکمل تفصیل دی کہ طلاق دینے کا بوجھ طلاق دینے والے کے سر سے اتار کر دو صاحب عدل عدالت کرنے والوں پر ڈال دیا یہ کہ وہ فیصلہ کریں کہ طلاق دینے والا حق پر ہے یا نہیں۔قرآن پاک میں طلاق دینے کے طریقے کا شان نزول کی اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بائبل میں طلاق دینے کا طریقہ واضح طور پر نہیں ملتا۔

سوال: آپ نے طلاق پر تحریر لکھ دی اور اپنی مرضی سے قرآنی آیت کی ترتیب کو آگے پیچھے کر دیا کہ بعد کی آیت کا عمل دخل پہلے ہوگا اور پہلے آنے والی آیت کا عمل دخل بعد میں، جیسے کہ آیت نمبر 230:2 کا عمل دخل بعد میں اور آیت نمبر 232:2 کا پہلے اسی طرح القرآن کی ایک ہی آیت نمبر 2:65 کے آخری حصے کا عمل دخل پہلے بنا دیا اور پہلے حصے کا بعد میں۔ یوں بھلا کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے آیتوں کی ترتیب کو آگے پیچھے کر دیں؟

جواب: قرآن پاک میں فکر کرنے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ عقل لڑائی جائے کہ کس آیت کا عمل دخل پہلے آئے گا اور کس آیت کا بعد میں۔تو جہ کریں قرآن پاک کے ان الفاظ کی طرف کہ سورۃ النساء میں کئی بار آئے

''پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاوے ساتھ اس کے یا قرض کے'' (سورۃ النساء / 11:4)

اس آیت میں وصیت کا لفظ پہلے ہے اور قرض کا بعد میں اگر فوت ہونے والے نے میراث کی وصیت بھی کر رکھی ہو اور اُس کے ذمے اتنا زیادہ قرض ہو کہ ساری میراث بھی قرض میں دے دی جائے تو قرض اترے پھر کیا کرو گے؟ قرض دینے کا حق پہلے بنے گا یا وصیت پر عمل کرنے کا؟ اس معاملہ میں تفسیر ابن کثیر میں آیت نمبر 12:4 کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے'' ترتیب اس طرح ہے، پہلے قرض ادا کیا جائے پھر وصیت پوری کی جائے پھر ورثہ تقسیم ہو، یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام علمائے امت کا اجماع ہے'' تو ثابت ہو کہ ترتیب پر غور و فکر کے بعد الفاظ یا آیات آگے پیچھے کی جاسکتی ہیں۔

طلاق میں دو ججوں کے بارے میں دلائل

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت مارڈالو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو کوئی مارڈالے اس کو تم میں سے جان کر پس بدلا (بدلہ)اس کا ہے مانند اس کی جو مارا ہے جان کے جانوروں سے حکم کریں ساتھ اسکے دو صاحب عدالت تم میں سے قربانی پہنچنے والی کعبہ کی یا کفارہ کھلانا مسکینوں کا یا برابر اس کے روزے تو کہ چکھے وبال کام اپنے کا'' (سورۃ المائدۃ 95:5/)

1۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احرام کی حالت میں شکار کرنے والے کیلئے دو جج بٹھلائے کہ وہ اس آدمی کی حیثیت دیکھتے ہوئے خانہ کعبہ میں کتنے جانور ذبح کرے یا غریب ہے تو کتنے مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بالکل غریب ہے تو کتنے روزے رکھنے کی سزا دیں۔

توجہ: احرام میں شکار کے معاملے پر جب دو صاحب عدل بٹھلائے جاسکتے ہیں تو طلاق کا معاملہ احرام میں شکار کے معاملے سے بہت زیادہ حساس ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے معاملہ میں دو جج بٹھائے۔

2۔ عام معاملے میں اللہ تعالیٰ نے دو گواہ رکھنے بتلائے ہیں۔ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں لیکن جب عورتوں کا معاملہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے چار گواہ طلب کرنے کو کہا یعنی گواہوں کی تعداد دوگنی کردی۔

''پس گواہ مانگو اوپر اُن کے چار گواہ'' (سورۃ النساء / 15:4)

''پھر نہیں لاتے چار شاہد'' (سورۃ النور 4:24/)

توجہ: جب عورتوں کے نازک معاملے میں اللہ تعالیٰ نے گواہوں کی تعداد کو دگنا کردیا تو یہ لازمی ہوا کہ جج کی تعداد بھی دگنی کردی جائے اور کی۔ سورۃ الطلاق میں فرمایا

''دو صاحب عدل کو'' (سورۃ الطلاق 2:65/)

دو ججوں کے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے واقعات میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ صحابہ اکرام سب سے پہلا جج حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چن لیتے تھے اور انہی کے فیصلے کے مطابق عمل کرتے تھے کہ پھر کسی دوسرے سے مشورہ اور عدل کرانے کی ضرورت بھی باقی نہ تھی۔

واقعہ نمبر1

یہ کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق

دینا چاہتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت کی اور فرمایا کہ مجھے اس طلاق میں گناہ نظر آتا ہے۔لہذا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ طلاق دینے سے باز رہے۔

اس واقعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بلا وجہ طلاق دینا جائز ہوتا تو وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کرنے کیوں آتے گھر بیٹھے ہی طلاق دے دیتے۔لیکن ایسا نہیں ہے۔بلا وجہ یا معمولی وجہ پر طلاق دینا گناہ اور حرام ہے۔

واقعہ نمبر2

یہ کہ ایک صحابی حضرت ہلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ جو بچہ میری بیوی کے پیٹ میں ہے وہ میرا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی بیوی کو بلایا (فریقین کو بلانا) پھر اُس مرد حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت نمبر 7،6 کے مطابق چار بار قسم کھا کر پانچویں بار بھی قسم کھائے۔وہ شخص پانچوں قسمیں کھا گیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کی طرف متوجہ ہوئے کہ اِس تیرے خاوند نے اگر جھوٹی قسمیں کھائی ہیں تو تُو بھی سورۃ النور کی آیت نمبر 9،8 کے مطابق قسم کھا سکتی ہے اور اگر قسم نہیں کھاتی تو سنگسار ہونے کو تیار ہو۔وہ عورت بھی سورۃ النور کے مطابق چار بار کے بعد پانچویں بار بھی قسم کھا گئی۔پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیوں کہ تُو قسمیں کھا چکا ہے کہ یہ بچہ تیرا نہیں اس لیے اب تجھے اجازت ہے کہ تُو اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آج کے بعد اس عورت کے پیٹ میں بچے کو کوئی اس شخص حضرت ہلال کی نسبت نہ دے۔یہ کہ یہ قسمیں کھا چکا ہے کہ بچہ میرا نہیں اور آج کے بعد کوئی بھی شخص اس بچہ کو حرام کا نہ کہے کیوں کہ یہ عورت بھی قرآن پاک کے مطابق قسمیں کھا چکی ہے۔وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد زیاد بن امیہ (زیاد اپنی ماں کا) رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا اور بڑا ہو کر مصر کا والی بنا۔

واقعہ نمبر3

جب منافقوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت اماں عائشہ بی بی رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت عائشہ بی بی رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے دو صاحب عدل کے فیصلے اور مشورے کے مطابق کئی معتبر آدمیوں سے مشورہ لیا۔لیکن اُنہوں نے کہا کہ ہم آپ کی زوجہ

محترمہ حضرت عائشہ بی بی رضی اللہ عنہا میں کوئی عیب نہیں پاتے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلاق دینے سے باز رہے اور طلاق نہ دی یہاں تک کہ جبرائیل امین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کے بارے میں وحی لے کر آئے جو سورۃ النور میں ہے۔

اب آیئے سورۃ الطلاق کی پہلی آیت کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں۔

''اے نبی جس وقت طلاق دو تم عورتوں کو پس طلاق دو تم اُن کو وقت عدت اُن کی کے اور گنو تم عدت کو اور ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکال دو ان کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں مگر یہ کہ کریں بے حیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی کہ نکل جاوے حدوں اللہ کی سے پس تحقیق ظلم کیا اس نے اوپر جان اپنی کے نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کچھ بات۔'' (سورۃ الطلاق 1:65)

آیت کے ان الفاظ پر غور کرو کہ عورت کے بارے میں فرمایا ''مت نکال دو ان کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں'' عدت کی مدت میں خاوند کے گھر کو اس عورت کا گھر کہا گیا کہ نہ ان کو گھر سے نکال اور نہ ہی وہ نکل جاویں۔ عدت کی مدت میں عورت کو خاوند کے گھر رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص حکمت ہے۔

عدت کی مدت میں عورت کے بارے میں تو حکم ہو گیا کہ وہ خاوند کے گھر میں رہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خاوند عدت کی مدت میں گھر سے بھاگ جائے اور گھر میں داخل نہ ہو۔ نہیں نہیں جہاں عورت پر گھر میں رہنے کی پابندی لگائی گئی ہے وہاں مرد پر بھی پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ اپنے گھر میں اسی طرح آئے جائے جس طرح پہلے آتا جاتا تھا۔

(نوٹ: یہ کہ اس بندہ نے ایک تحریر عنوان ''قرآن پاک کا سمجھنا'' لکھی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کی کسی بھی آیت کی تصویر کے دوسرے رخ اور مختلف زاویوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے اس لیے طلاق کے معاملے میں بھی دھیان رکھا جا رہا ہے۔)

وہ میاں بیوی گھر میں پہلے کی طرح رہے اور بیوی اسی طرح گھر کے کام کاج کرے روٹی سالن پکا کر اپنے میاں کے سامنے رکھے اور زبان سے روٹی کھانے کو کہے اور پانی دے۔ مرد بھی اپنی زبان سے روٹی سالن مانگے۔ جیسے پہلے گھر میں آنکھیں ملتی تھیں اب بھی ملیں لیکن طلاق موثر کی حد کے مطابق ہم بستری نہیں کر سکتے۔ ایسے حالات رکھو گے تو اللہ تعالیٰ قرآن کے مطابق ''شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کچھ بات'' یعنی میاں بیوی کے دل میں محبت ڈال دے اور میاں بیوی کی طرف رجعت کا اعلان کر دے۔

یہاں ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ جب طلاق کے بعد گھر میں رہنے کی پابندی لگائی گئی ہے تو یہ بھی لازم ہو جاتا ہے کہ میاں بیوی طلا سے پہلے بھی تقریباً تین ماہ اکھٹے رہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیوی کی غیر موجودگی میں کسی نے خاوند کو بیوی کی چغلیاں اور بہتان لگا کر خاوند کو طلاق دینے پر اکسایا ہو۔ وہ قریب رہیں گے تو بیوی اپنے بارے میں خاوند کے سامنے غلط فہمیاں دور کر سکے گی۔ دوسرے شہر میں ڈاک کے ذریعے طلاق بھیج دے تو وہ طلاق بالکل کہلائے گی۔ ''اللہ کرے گا واسطے اُس کے راہ نکلنے'' وہ یوں ہوگا کہ اللہ کے حکم سے وہ عورت خلع مانگ لے اور مرد کے کام آسان ہو جائے گا۔

عدت کی مدت میں مرد کا جو رویہ عورت کے ساتھ جو ہونا چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے

''رکھو ان کو جس طرح رہتے ہو تم مقدور اپنے سے اور مت ایذا دو ان کو تو کہ تنگی کر و تم اوپر ان کے اور اگر ہو ویں حمل والیاں پس خرچ کر و اوپر اُن کے یہاں تک کہ رکھیں حمل اپنا پس اگر دودھ پلاویں تمہارے کہنے سے پس دو تم اُن کو مزدوری اُن کی اور موافقت رکھو آپس میں ساتھ اچھی طرح کے اور اگر ایک دوسرے سے تنگی کرو تم پس دودھ پلاویں گی اس کو اور''
(سورۃ الطلاق 6:65)

توجہ: فرمایا گیا کہ ''تنگی کرو تم پس دودھ پلاویں گی اس کو اور'' مطلب یہ کہ بچہ رکھنے کا حق باپ کا ہے خواہ بچہ چند دن کا ہو۔ ماں کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور یہ کہ جب بچے کی ماں کو دودھ پلانے کی مزدوری دی جارہی ہے اس سے ثابت ہوا کہ بچے پر ماں کا کوئی حق نہیں۔ جسے بچے کو دودھ پلانے کی مزدوری دی جارہی ہے اُس مزدور کو جب چاہے اُس کے مزدوری کے کام سے فارغ کیا جاسکتا ہے خواہ بچے کی حقیقی ماں ہو۔ اگر اس طریقے پر عمل ہو تو کوئی عورت طلاق کا مطالبہ نہ کرے گی۔

سوال: سننے میں تو یوں آتا ہے کہ طلاق کی صورت میں بچہ ماں کے پاس سات سال تک رہے گا؟

جواب: آپ کا سوال پاکستان کے قانون کے مطابق ہے یہ قانون انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ اکثر قانون کا احکام کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے دین اسلام میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے لیکن ہمارے قانون کے مطابق اس پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ بندہ جو تحریر لکھ رہا ہے وہ دین اسلام سے متعلق لکھ رہا ہے توجہ کریں آیت مبارکہ کے ترجمے کی طرف ''اور اگر ایک دوسرے سے تنگی کرو تم پس دودھ پلاویں گی اس کو اور'' اگر باپ محسوس کر لے کہ ماں بہت جھگڑالو ہے مجھے پریشان کرے گی یا اُس پر بدچلن ہونے کا شبہ پڑتا ہو کہ جس کی وجہ سے طلاق دی ہے تو باپ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بچے کو کسی اور عورت سے دودھ پلوائے مزدوری پر یا جیسے کیسے۔ طلاق کی صورت میں بچے باپ کے کہلائیں گے اور ماں کا اُن

سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر نکاح شدہ جوڑے میں خاوند کی ذات راجپوت ہے اور عورت کی کوئی دوسری یا آرائیں تو اولاد باپ کے نسب سے کہلائے گی اور اولاد راجپوت کہلائے گی اور کہلاتی ہے۔ عورت پٹھانی ہے اور اس کا خاوند کا سید قوم سے تعلق ہے تو اولاد سید کہلائے گی۔ مطلب یہ کہ نسب باپ کا کہلائے گا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کا زیادہ حق دادکوں کی جائیداد میں رکھا ہے نہ کہ نانکوں کی جائیداد میں یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ بچوں پر دادکوں (باپ) کا زیادہ حق ہے۔ آیئے قرآن پاک کی طرف کہ فرمایا گیا

''بی بیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو تم'' (سورۃ البقرۃ /223:2)

اس آیت میں عورت کو کھیتی کہا گیا اور اُس کے خاوند کو مالک بنا دیا گیا۔ مالک نے کھیتی میں بیج ڈالا وہ بیج جب بڑھا پھلا پھولا اور پھل بنا تو اُس پھل پر مالک کا حق ہوتا ہے اور کھیتی زمین کو کبھی یہ حق نہیں ہوتا کہ کھیت مالک کو یہ کہے کہ یہ پھل میرا ہے اور مجھے دو۔

مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد پر باپ کا حق زیادہ ہے۔

نکاح کی مضبوطی

آیئے القرآن سورۃ النسا کی آیت نمبر 21 کے ترجمہ پر غور کریں یہ حق مہر کے سے متعلق ہے۔

''اور کیونکر لو گے اس کو اور تحقیق ملے ہیں بعضے تمہارے طرف بعض کی اور لیا ہے انہوں نے تم سے قول گاڑھا'' (سورۃ النساء /21:4)

عربی زبان میں سورۃ النسا کی آیت نمبر 21 کے آخری الفاظ مِّيثَاقًا غَلِيظًا کے طور پر آئے کہ جس کا ترجمہ ''قول گاڑھا'' اور معاہدہ مضبوط کیا گیا۔ یہ حق مہر کا معاملہ نکاح کی شرائط میں کی ایک شق ہے اس لیے اصل نکاح کے معاہدہ کو مِّيثَاقًا غَلِيظًا کہا گیا ہے۔

توجہ: اگر نکاح کے معاہدے کو صرف ''میثاق'' کہہ دیا جاتا تو کہہ سکتے تھے کہ یہ عام معاہدہ ہے اور کسی بھی وقت توڑا جا سکتا ہے یا صرف ایک دفعہ طلاق کہنے سے ٹوٹ جائے گا یا توڑا جا سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ہے۔ مضبوط معاہدہ کہ یہ بلا وجہ توڑا نہیں جا سکتا اور ایک دو بار طلاق کہنے سے بھی اس معاہدہ مضبوط مِّيثَاقًا غَلِيظًا پر اثر نہیں پڑتا۔ مگر ہاں تین طلاق کہنے سے اس پر اثر پڑ جاتا ہے۔ یہ مِّيثَاقًا غَلِيظًا کے الفاظ ثابت کر رہے ہیں کہ نکاح کا معاہدہ بہت مضبوط معاہدہ ہے۔

انجیل مقدس کے الفاظ

’’رومیوں : باب 2:7۔ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُسکے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔‘‘

انجیل مقدس کے الفاظ

’’متّی : باب 3:19۔ اور فریسی اُسے آزمانے کو اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ 4۔ اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا اُس نے ابتدا ہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ۔ 5۔ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے؟ 6۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اِس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے۔ 7۔ اُنہوں نے اُس سے کہا پھر موسیٰؑ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے؟ 8۔ اُس نے اُن سے کہا کہ موسیٰؑ نے تمہاری سخت دِلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اِجازت دی مگر اِبتدا سے ایسا نہ تھا۔ 9۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ (نکاح) کرلے وہ بھی زنا کرتا ہے۔ 10۔ شاگردوں نے اُس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے ساتھ ایسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں۔ 11۔ اُس نے اُن سے کہا کہ سب اس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی جن کو یہ قدرت دی گئی ہے۔ 12۔ کیونکہ بعض خوجے ایسے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا نہیں ہوئے اور بعض خوجے ایسے ہیں جن کو آدمیوں نے خوجہ بنایا اور بعض خوجے ایسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہی کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے۔‘‘

آخری آیت پر غور کریں کہ ’’جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے‘‘ یعنی نکاح وہ آدمی کرے جو عورت کے تمام حقوق پورے کرے اور ساری زندگی اس عورت کے ساتھ نباہ کرے۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے۔

1۔ نکاح کا معاہدہ ایک مضبوط معاہدہ ہے اور ساری زندگی کا ساتھ ہے یہ بات قرآن پاک سے ایک اور طرح بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد میاں بیوی کا آپس میں وراثت کا حق رکھ دیا کہ میاں کے فوت ہونے پر بیوی کا وراثت میں حق اور بیوی کے فوت ہونے پر خاوند (میاں) کے لیے وراثت میں حق۔ یہ وراثت میں حق بھی ثابت کر رہا ہے کہ نکاح کا بندھن ساری زندگی کا ساتھ ہے۔

2۔ یہ کہ نکاح سے میاں بیوی کا ساری زندگی کا ساتھ بندھ جاتا ہے۔

3۔ یہ کہ نکاح کے وقت طلاق کا تصور بھی موجود نہیں ہوتا۔

بلاوجہ یا جھوٹے الزامات کے ذریعے نکاح توڑنے کی سزا کا اندازہ

توجہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 154 کا ترجمہ

''اور کہا ہم نے ان کو مت تعدی کرو بیچ ہفتے کے اور لیا ہم نے اُن سے قول گاڑھا'' (سورۃ النساء /154:4)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو بھی قول گاڑھا یعنی معاہدہ مضبوط۔ عربی میں دونوں جگہ لفظ مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود سے ایک مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً ان کا امتحان لینے کیلئے یوں کیا تھا کہ وہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کھیلیں لیکن انہوں نے حیلوں بہانوں سے وہ مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً توڑ دیا جس کی سزا کے طور پر ان کو بندر بنا دیا گیا۔

توجہ کریں ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 66،65

''اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم اُن لوگوں کو کہ حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتے کے پس کہا ہم نے اُن کو ہو جاؤ تم بندر ذلیل ☆ پس کیا ہم نے اس قصے کو بندش واسطے اُنکے جو آگے اُنکے تھے اور جو پیچھے اُنکے تھے اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے۔'' (سورۃ البقرۃ /66،65:2)

ان آیات کے لکھنے سے سمجھانا مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں سے مچھلی کا شکار ہفتے کے دن نہ کرنے کے بارے میں مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً لیا گیا تھا جو کہ ایک امتحان تھا۔ اس طرح قیامت تک کے لوگوں سے مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً کا امتحان نکاح کی صورت میں لیا جا رہا ہے اور لیا جاتا رہے گا۔ یہود کو اس مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً توڑنے کے جرم میں بندر بنا دیا گیا حالانکہ وہ صرف مچھلی کے شکار کھیلنے کے بارے میں تھا۔ اس امتحان میں کسی کی دل شکنی نہ ہوتی تھی اور یہ مِّيْثَاقاً غَلِيْظا کا امتحان ہے جس کے توڑنے سے انسان اور انسانیت کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اس مِّيْثَاقاً غَلِيْظا کو بلا وجہ توڑنے کے جرم میں تو اُس عذاب سے بھی بڑے عذاب کا حق بنتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا ''اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے''۔

نکاح کا فسخ کرانا (خلع) اور طلاق کا فسخ کرانا

ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 229 کا حصہ۔

''پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے عورت

ساتھ اس کے حدیں اللہ کی پس مت گذرواُن سے'' (سورۃ البقرۃ / 229:2)

اس آیت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ نہ قائم رکھیں حدیں اللہ کی کو۔ میاں بیوی کیلئے اللہ تعالیٰ کی حدیں یہ ہیں کہ ہنسی خوشی رہیں اور عورت مرد کی فرمانبردار رہے لیکن اگر وہ اس طرح زندگی بسر نہیں کررہے اوران کے درمیان روزانہ لڑائی جھگڑا رہتا ہے اور عورت محسوس کرتی ہے کہ اس کا خاوند اس پر ظلم کررہا ہے تو اس آیت میں عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ حق مہر میں سے کچھ واپس کرتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کردے اس کو خلع کہتے ہیں کہ جس کی اجازت دین اسلام میں ہے۔ اس آیت کی تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں تو یوں ہے کہ اگر کوئی خاوند بلا وجہ طلاق دے کر اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیتا ہے تو بھی عورت عدالت کے ذریعے اس طلاق کو طلاق باطل قرار دلوا کر اپنے میاں کے ساتھ نکاح کی حیثیت سے ازدواجی زندگی بسر کرسکتی ہے۔ اس بارے میں دو واقعے یا دلائل لکھے جاتے ہیں۔

واقعہ (دلیل) نمبر1

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورمبارک میں ایک عورت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا خاوند اب جبکہ مرنے کے قریب ہے اس نے مجھے صرف اس لیے طلاق دے دی ہے کہ میں اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیدار میں سے حصہ نہ لے سکوں اور تمام جائیداد وراثت کے طور پر اسکے بیٹوں کے پاس رہے ورنہ میرا کوئی قصور نہیں جس کی وجہ سے مجھے طلاق دی جاتی میں نے اپنی تمام عمر اس کی خدمت بھی کی (شاید اس کے سوتیلے بیٹوں کی ماں ہوگی) میرے ساتھ انصاف کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پاس گئے اور اسے واضح طور پر حکم فرمایا کہ تیری اس دی ہوئی طلاق کو میں صحیح تسلیم نہیں کرتا اور تیرے مرنے کے بعد تیری جائیداد میں سے اس عورت کا حصہ ضرور دلواؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اب تُو چند دن میں فوت ہوجائے گا۔ مطلب یہ کہ حاکم وقت نے اس طلاق کو باطل قرار دیتے ہوئے نکاح کو برقرار رکھا۔

واقعہ (دلیل) نمبر2

توریت کے الفاظ

''اِستِثنا: باب 13:22۔ اگر کوئی مرد کسی عورت کو بیاہے (نکاح کرے) اور اُسکے پاس جائے اور بعد اُسکے اُس سے نفرت کرکے۔ 14۔ شرمناک باتیں اُس کے حق میں کہے اور اُسے بدنام کرنے کے لیے یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اِس عورت سے بیاہ کیا اور جب میں اُسکے پاس گیا تو میں نے کنوارے پن کے نشان اُس میں نہیں پائے۔ 15۔ تب اُس لڑکی کا

باپ اور اُس کی ماں اُس لڑکی کے کنوارے پن کے نشانوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر بزرگوں کے پاس لے جائیں۔ 16۔ اور اُس لڑکی کا باپ بزرگوں سے کہے کہ میں نے اپنی بیٹی اِس شخص کو بیاہ دی پر یہ اُس سے نفرت رکھتا ہے۔ 17۔ اور شرمناک باتیں اُس کے حق میں کہتا اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تیری بیٹی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے حالانکہ میری بیٹی کے کنوارے پن کے نشان یہ موجود ہیں۔ پھر وہ اُس چادر کو شہر کے بزرگوں کے آگے پھیلا دیں۔ 18۔ تب شہر کے بزرگ اُس شخص کو پکڑ کر اُسے کوڑے لگائیں۔ 19۔ اور اُس سے چاندی کی سو مثقال جرمانہ لیکر اُس لڑکی کے باپ کو دیں اس لیے کہ اُس نے ایک اسرائیلی کنواری کو بدنام کیا اور وہ اُس کی بیوی بنی رہے اور وہ زندگی بھر اُسکو طلاق نہ دینے پائے۔''

مندرجہ بالا تحریر میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ

1۔ عورت کو اگر اس کا خاوند بلاوجہ تنگ کرے تو وہ نکاح فسخ کراسکتی ہے۔

2۔ اور یہ عورت کو اس کا خاوند بلاوجہ طلاق دیتا ہے اور گھر سے نکال دے تو عدالت کے ذریعے طلاق فسخ کرا کے نکاح بحال کراسکتی ہے۔

3۔ یہ کہ بلاوجہ طلاق نہیں دی جاسکتی اور معمولی وجہ پر بھی کہ معمولی وجہ طلاق کے پہلے کے مراحل میں دور کی جاسکتی ہے۔

4۔ یہ کہ اگر کوئی شخص بلاوجہ طلاق دے اور اس پر ساری زندگی طلاق نہ دینے کی پابندی لگائی جاسکتی ہے۔

قرآن پاک میں بار بار توریت اور انجیل کا ذکر آیا ہے کہ ان میں نور وہدایت ہے۔ ترجمہ۔ القرآن سورۃ المائدہ آیت نمبر 44۔

''تحقیق اتاری ہم نے توریت بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی ہے'' (سورۃ المائدۃ /44:5)

''دی ہم نے اس کو انجیل بیچ اس کے ہدایت اور روشنی ہے'' (سورۃ المائدۃ /46:5)

''اور چاہیے کہ حکم کریں اہل انجیل بیچ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے بیچ اسکے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہے فاسق'' (سورۃ المائدۃ /47:5)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی چیز کے مطابق حکم کرو۔ توریت، انجیل مقدس اور قرآن پاک یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی ہیں لہٰذا ہمیں ان تمام کتابوں سے استفادہ کرنا ہوگا۔

نوٹ: بائبل کے اِحکامات سے اس صورت میں استفادہ حاصل کیا جائے گا کہ بائبل کے احکامات قرآن مجید کے احکا

مات کے تابع ہوں اور دین اسلام میں کسی کی بھی ظلم وزیادتی کے خلاف عدالت کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے خواہ خاوند ہو یا بیوی۔

حلالہ کے بارے میں بحث

حلالہ کا رائج مفہوم

حلالہ کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق مغلظہ کے بعد عورت کا کسی دوسرے مرد سے دو تین دن کے لیے نکاح کرانا اور پھر طلاق دلوانا کہ یہ طلاق دلوانا پہلے طے کرلیا جاتا ہے۔

حلالہ حلال ہے یا حرام ہے؟

بعض علماء حلالہ کو حلال اور بعض علماء حلالہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔آیئے اس بارے میں قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

''یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سے'' (سورۃ البقرۃ 230:2/)

عربی میں بھی لفظ تَنکِح ''وہ نکاح کرلے'' آیا ہے اب توجہ کریں کہ کیا نکاح بھی کبھی عارضی ہوا ہے۔نکاح تو زندگی بھر ساتھ نبھانے کا نام ہے کہ ہم آپس میں جدا نہ ہوں گے۔دیکھنے میں ایسا آیا ہے کہ بعض علماء متعہ کو حرام کہتے ہیں لیکن اس (حلالہ کے) نکاح کو متعہ کی سی صورت میں حلال قرار دیتے ہیں۔ایک ہی طرح کی بات کو ایک طرف حرام اور ایک طرف حلال قرار دیتے ہیں۔

حلالہ کی حقیقت

حلالہ کی حقیقت یوں ہے کہ عورت کسی سے ساری زندگی ساتھ نبھانے کی نیت سے نکاح کرلے پھر وہ مرد فوت ہو جائے یا اُن میں ناچاقی ہوکر وہ طلاق بائن کی حد کو پہنچ جائیں تو وہ عورت اپنے سابقہ خاوند سے نکاح کرسکتی ہے۔

نکاح زندگی بھر ساتھ نبھانے کا نام ہے لہٰذا حلالہ حرام ہے۔

چند مسائل اور اُن کے جوابات

سوال: کسی کے مرتد ہونے پر نکاح کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

جواب: جیسا کہ پیچھے لکھا جا چکا ہے کہ نکاح ایک بہت مضبوط معاہدہ ہے اور اس پر اثر پڑتے پڑتے پڑتا ہے۔ اسی طرح کسی کے مرتد ہونے پر بھی نکاح پر اثر پڑنا شروع ہو جائے گا۔ سب سے پہلے قرآن پاک میں مرتد کے بارے میں آیت پر غور کرتے ہیں۔

''تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہیں اللہ یہ کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ دکھاوے ان کو راہ'' (سورۃ النساء /137:4)

توجہ: کفر میں تھا ایمان لایا پھر آیت کے مطابق کافر ہوا پھر ایمان لایا پھر کافر ہوا کہ کافر دوبار ایمان لا کر تیسری بار کافر (مرتد) ہوا تو پھر کافر رہے گا۔ تیسری بار کفر کرنے سے پہلے دوبار تک ایمان لانے کے بعد کافر (مرتد) ہونے کا گناہ معاف ہے۔

اصول یا کلیہ یہ بنا کہ مرتد دوبار تک کا گناہ معاف ہے تیسری بار مرتد ہونے پر پکا کافر بن جائے گا۔ یہ آیت تو ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو پہلے پیدائشی کافر تھے لیکن جو پیدائشی مسلمان ہیں ان کا دوبار مرتد ہونے کا گناہ معاف کیا جاتا ہے لیکن تیسری بار نہیں۔

اب اگر کوئی شخص مرتد ہوتا ہے تو اس کا نکاح پر یہ اثر پڑے گا کہ طلاق موثر کی حد تک بن جائے گی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو ہاتھ نہ لگائیں لیکن ایک گھر میں رہیں۔ مرتد ہونے کے بعد اگر کوئی ایمان لے آتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کا گناہ معاف کر دیا ہے تو انسانوں کی طرف سے بھی اس کا گناہ معاف ہوگا اور نکاح بحال ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے

''کہہ اے بندوں میرے جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت ناامید ہو رحمت اللہ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے گناہ سارے تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان'' (سورۃ الزمر /53:39)

یہ نکاح بحال ہونا دوبار کی حد تک ہے تیسری بار مرتد ہونے سے ان میاں بیوی میں طلاق بائن ہو جائے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر کوئی میاں (شوہر) مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی کتنے عرصے تک اپنے میاں کا واپس ایمان لانے کا انتظار کرے اس بارے میں پھر قرآن پاک کی طرف چلتے ہیں کہ نکاح کا اثر زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے تک باقی

رہتا ہے۔طلاق کے بعد عدت کی مدت اور عدت کی مدت بچہ جن لینے تک آٹھ نو ماہ اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ فرمایا گیا

''وصیت کر جاویں واسطے بی بیوں اپنی کے فائدہ دینا ایک برس تلک نہ نکال دینا''(سورۃ البقرۃ /240:2)

یعنی مرنے والے کی وصیت کا اثر ایک سال تک ہر کسی کو برداشت کرنا پڑے گا۔مثلاً کسی عورت کو ایک سال نکاح والے کے مکان سے نکالا نہیں جاسکتا اور ایک سال تک اس کی دوسری وصیتوں پر عمل کیا جائے گا۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ نکاح کا اثر ایک سال تک رہتا ہے۔لہٰذا مرتد ہونے والے کی بیوی تین ماہ (عدت کی مدت) مرتد کے مکان میں رہے پھر مرتد کا مکان چھوڑ دے اور ایک سال تک انتظار کرے کہ شاید وہ ایمان لے آئے پھر اگر ایک سال تک بھی ایمان نہیں لاتا تو ایک سال کے بعد وہ طلاق بائن کی حد میں پہنچ جائیں گے۔

لیکن ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کے منہ سے لاعلمی اور کم عقلی کی وجہ سے ایسے الفاظ منہ سے نکل جائیں کہ وہ مرتد بنتا ہو اور جب اسے سمجھایا جائے کہ ایسے الفاظ سے تُو مرتد ہو جائے گا وہ پشیمان ہوتا ہو اتوبہ کرے تو وہ شخص مرتد ہونے کی گنتی میں شمار نہ ہوگا۔

توجہ فرمایا گیا

''اور نہیں اوپر تمہارے گناہ بیچ اس چیز کے کہ خطا کرو تم ساتھ اسکے اور لیکن جو قصد کر کر کریں دل تمہارے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان''(سورۃ الاحزاب/5:33)

توجہ: بھول چوک کا گناہ معاف اور دل سے جان بوجھ کر کیا ہوا گناہ ثابت۔یہ آیت بھی انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔

سوال: آپ کا کس امام کے فقہ یا فرقہ سے تعلق ہے؟ اور ایک ہی وقت میں تین بار طلاق کہنے کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: میرا کسی امام کے فقہ یا فرقہ سے کوئی تعلق نہیں میری اپنی ذاتی سمجھ (فقہ یا سوچ) ہے۔میں تو صرف اتنا کہنا پسند کرتا ہوں کہ میں تو مسلمان ہوں۔

طلاق کے بارے میں اماموں نے جس طرح کہا ہے اُس کا تعارف آپ کو کروا دیتا ہوں۔کتاب مسئلہ طلاق ثلاثہ از علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

''اگر طلاق دینے والا ایک یا دو کی نیت کرے یا کوئی نیت نہ کرے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاح جدید کی ضرورت ہوتی ہے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاق رجعی

واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر طلاق دینے والا تین کی نیت کرے تو دونوں اماموں کے نزدیک تین واقع ہوجائیں گی اور پھر عورت حلال نہ رہے گی''

مندرجہ بالا تحریر میں غور کریں اس تحریر میں طلاق سے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ بھی موجود ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ بھی موجود ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طلاق کی صرف دو اقسام پیش کرتے ہیں یا واقف ہیں طلاق بائن اور طلاق مغلطہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی طلاق کی صرف دو اقسام پیش کرتے ہیں یا واقف ہیں طلاق رجعی اور طلاق مغلطہ۔ دونوں اماموں کے فقوں میں تضاد ہے۔ دونوں اماموں کے فقوں کے تضاد سے ذہن میں مختلف سوال پیدا ہوتے ہیں کہ پہلے کا فقہ درست ہے تو دوسرے کا غلط ہے اور دوسرے کا درست ہے تو پہلے کا غلط۔ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں اماموں کے فقے غلط ہو سکتے ہیں لیکن تضاد ہوتے ہوئے کوئی یوں نہیں کہہ سکتا کہ دونوں اماموں کے فقہ درست ہیں۔ دونوں علماء کے فقوں کو دیکھتے ہوئے اور قرآن کی آیات پڑھتے ہوئے علماء اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ طلاق کی تین اقسام ہیں طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ۔ لیکن ان تین اقسام کی مختلف حدود نہ بنا سکے اور امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں لیکن اس بندہ نے طلاق کی چھ اقسام پائیں یا محسوس کیں جو کہ لکھ دیں گئیں۔

آج کے دور میں میں نے ایسے واقعہ سُنے کہ کئی سالوں کی دی ہوئی طلاق تھی اور عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح بھی نہیں کیا اور اُس عورت کا سابقہ خاوند سے نکاح کرا دیا گیا حالانکہ کچھ لوگوں نے اعتراض بھی کیا۔ اعتراض کرنے والے غلطی پر ہیں اور وہ نکاح دین اسلام کے عین مطابق کرایا گیا کہ طلاق بائن کے بعد سابقہ جوڑے کا نکاح کرایا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھ کر سمجھ آ رہی ہے۔ پہلے وقتوں میں ان پڑھ دور تھا کہ خط پڑھوانے کے لیے آدمی تلاش کرنا پڑتا تھا۔ آج بھی قرآن کے بہت سے حافظ ترجمہ نہیں جانتے۔

ایک ہی وقت میں تین بار طلاق دینا طلاق باطل ہوگا۔ طلاق لینے کے لیے جیسے عورت عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرنے پر مجبور ہے اسی طرح مرد بھی طلاق دینے کے لیے عدالت میں جانے پر مجبور ہے۔ طلاق کا فیصلہ عدالت کرے گی۔

سوال: میاں بیوی آپس میں ناراض ہوتے ہیں اور بیوی روٹھ کر اپنے میکے چلی جاتی ہے اور نہ ہی وہ بیوی خلع یا طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اس کا میاں اس کو طلاق دیتا ہے اور سالوں گذر جاتے ہیں۔ کیا ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا؟

جواب: ان میاں بیوی کا نکاح ایسی حالت میں ساری زندگی نہ ٹوٹے گا ان کی کیفیت قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق رہے گی۔

''پس چھوڑ دوان کو جیسے لٹکی ہوئی اور صلح کرلو تم اور ڈرو پس تحقیق اللہ سے بخشنے والا مہربان ☆ اور اگر جُدے (جدا) ہو جاویں دونو بے پرواہ کر دے گا اللہ ہر ایک کو کشایش اپنی سے اور ہے اللہ کشایش والا حکمت والا ہے'' (سورۃ النساء / 4:129،130)

ان کی حالت لٹکی رہے گی۔یعنی وہ عورت اس مرد کے نکاح میں رہے گی ساری زندگی۔

سوال: ایک میاں بیوی کا جوڑا نکاح میں آیا پھر میاں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر لا پتہ ہو جاتا ہے۔اسکی بیوی کئی سال انتظار کرتی ہے لیکن اس کے خاوند کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔پھر اُسے دوسرے لوگ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ تیرا خاوند تو مر گیا ہوگا تُو دوسرے آدمی سے نکاح کر لے۔وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی ہے۔دوسرے خاوند سے نکاح کے کچھ عرصہ بعد پہلا خاوند بھی آ پہنچتا ہے۔اب وہ کون سے خاوند کی بیوی بنے گی؟ پہلے کی یا دوسرے کی؟

جواب: وہ عورت دوسرے خاوند کی بیوی رہے گی اور اس کا پہلے خاوند سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔جواز اس کا یہ بنتا ہے کہ کوئی بھی عورت خاوند کے ظلم کی وجہ سے خاوند کی موجودگی میں خلع حاصل کر سکتی ہے۔اس عورت پر پہلے خاوند کی طرف سے ظلم ہوا ہے کہ وہ لا پتہ ہو گیا دانستہ یا غیر دانستہ۔موجودہ خاوند سے تو خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن لا پتہ سے مطالبہ خلع تصور ہو گا۔خلع یک طرفہ کاروائی کے طور پر منظور ہو کر طلاق تصور ہو گی۔اس طلاق (خلع) کے بعد وہ نکاح ہوا تو اس طریقہ سے پہلے خاوند کا اس بیوی پر حق نہ ہوگا بلکہ وہ دوسرے خاوند کے نکاح میں رہے گی۔

سوال: دودھ شریک بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے۔ہوا یوں کہ ایک آدمی کا ایک عورت سے نکاح ہوا وہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ ایک خبیث حرکت کرنے لگا پھر اس کی بیوی کو بچہ پیدا ہونے کے بعد اس خاوند نے پھر وہی خبیث حرکت کی تو دودھ گلے سے ہوتا ہوا پیٹ میں چلا گیا۔کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا؟

جواب: یہ سوال سن کر میرے ہوش اڑ گئے اور مجھ سے اس سوال کا کچھ جواب نہ بن پڑا اور میں نے صاف اس وقت کہہ دیا کہ یہ بندہ اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایک دن کے بعد جواب ذہن میں آیا اور پھر اس کو جواب دیا اور قرآن پاک میں اس سوال کی تفصیل موجود ہے۔

یہ کہ قرآن پاک کی سورۃ المجادلہ کی پہلی چار آیات میں اس سوال کا جواب ہے۔یہ خبیث حرکت ظہار کرنے میں آئے گی۔ظہار کرنا یہ کہ اپنی بیوی کو اپنی ماں بنا لینا خواہ کسی بھی صورت میں۔عرب کے لوگ ظہار اس طرح کرتے تھے کہ وہ اپنی

بیوی سے قسم کھا لیتے تھے کہ آج کے بعد تو میری ماں ہے اور پھر زندگی بھر وہ عورت نکاح میں بھی رہتی اور وہ مرد اسکے قریب بھی نہ جاتا۔ایسی ہی قسم ایک صحابی نے کھائی تھی اس صحابی کی بیوی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئی کہ میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کرلیا ہے۔اب میں کیا کروں؟ جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی کی صورت میں سورۃ المجادلہ کی یہ آیات اتاریں۔

''تحقیق سنی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے بیچ خاوند اپنے کے اور شکایت کرتی تھی طرف اللہ کی اور اللہ سنتا تھا جواب سوال تمہارا تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے☆ جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں تم میں سے بی بیوں اپنی سے نہیں ہو جاتیں وہ مائیں اُن کی نہیں مائیں اُن کی مگر جنہوں نے جنا ہے اُن کو اور تحقیق وہ البتہ کہتے ہیں نامعقول بات اور جھوٹ اور تحقیق اللہ البتہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے☆ اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں بی بیوں اپنی سے پھر پھر جاتے ہیں طرف اس چیز کی کہ کہا تھا پس آزاد کرنا ہے ایک گردن کا (غلام کا) پہلے اس سے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ نصیحت دیئے جاتے ہو تم ساتھ اس کے اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے☆ پس جو کوئی نہ پائے پس روزے ہیں دو مہینے کے پے در پے پہلے اس سے کہ ہاتھ لگا دیں پس جو کوئی نہ سکے پس کھانا کھلانا ہے ساٹھ فقیروں کو یہ اس واسطے ہے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ کے اور رسول اُسکے کے اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا'' (سورۃ المجادلہ / 58:1 تا 4)

یہ جو آخر میں لکھا ہے کہ واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا یہاں کافر سے مراد انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی حدود کی پرواہ نہ کرنے والا خواہ خود کو مسلمان کہلاتا ہو۔